مباحث سیرت رسول ﷺ سورۃ النور اور سورۃ الفرقان کی روشنی میں

"A Thematic Analysis of Biography of the Prophet (ﷺ) in Surah An-Nur and Surah Al-Furqan"

Syed Anwar Ali Shah

Religious Teacher, Pakistan AirForce, Kamra

Abstract

This research paper explores the Seerah-related content embedded within Surah An-Nur and Surah Al-Furqan, focusing on a thematic and analytical study of the Qur'anic portrayal of the Prophet Muhammad's ﷺ character, societal role, and responses to contemporary challenges. Surah An-Nur primarily addresses the Prophet's role in establishing moral, social, and ethical foundations within the Muslim community, particularly in the context of the incident of Ifk (false Accusation Against Aisha رضي الله عنها), emphasizing his leadership and the divine protection of his reputation.

Surah Al-Furqan, on the other hand, counters the objections raised by disbelievers against the Prophet's mission and personality. It presents a vivid portrayal of the Prophet ﷺ as the 'ideal human' and highlights the moral qualities of his followers, known as 'Ibad-ur-Rahman'. The paper examines how both Surahs defend the sanctity of Prophethood and reinforce the ethical and spiritual authority of the Prophet ﷺ through divine discourse.

By comparing the narrative style, thematic emphasis, and rhetorical methods employed in both Surahs, this study contributes to the understanding of Qur'anic Seerah as a source of historical, ethical, and theological insight. The research employs a qualitative content analysis approach, supported by classical and contemporary exegeses, and concludes that the Qur'anic depiction of the Prophet ﷺ in these Surahs is central to constructing an ideal Islamic moral framework.

تمہید

اللہ رب العزت نے جس طرح تمام مخلوقات کا خالق ہے اسی طرح تمام مخلوقات کا مربی بھی ہے،اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو تخلیق فرمایا،اسی طرح اپنی تخلیق کو حد کمال تک پہنچانے کا انتظام بھی فرمایا،خاص کر انسان ، جسے رب کائنات نے اشرف المخلوقات کا مقام و مرتبہ نصیب فرمایا،اسے خلاصہ کائنات بنایا اور دوسرے تمام انواع مخلوقات پر اس کو فوقیت بخشی ہے۔

یقینی طور جس طرح اللہ نے تمام مخلوقات کے تربیت کا انتظام فرمایا ایسا ہی انسان کو تربیت ظاہری و باطنی کا انتظام فرمایا، اسی تربیتی کورس کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ابتداءً عالم ارواح میں انسان سے عہد پیمان لیا اور بعد اسی سلسلے میں انبیاء و کتب سماویہ کا نزول فرمایا، تاکہ وہ اُس مقام پر برقرار رہ سکے جس کے لئے اللہ نے اُسے پیدا فرمایا، اس تربیتی کورس کے آخری معلم سیدنا خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور آخری صحیفہ آسمانی قرآن کریم ہے۔

قرآن کریم کے نزول کا مقصد ے تمام انسانیت کی راہنمائی اور ہدایت ہے اور اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لی ہے اور نہ صرف قرآن کے الفاظ کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی بلکہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کی صورت میں عملی شکل میں قرآن قرآن کرین کی حفاظت کا انتظام فرمایا، سیرت رسول ﷺ اور قرآن کریم درحقیقت اسلام میں بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور دنوں لازم وملزوم ہیں۔ قرآن اگر سیرت کے کے لئے نظریاتی سرچشمہ ہے تو سیرت قرآن کے لئے عملی (Practical) شکل فراہم کرتا ہے۔ قرآن سورج ہے تو سیرت اور اسوہ رسول ﷺ آنکھ ہے۔

سیرت نبوی اور قرآن کریم

سیرت کی لغوی تعریف

سیرت عربی کا لفظ ہے جو کہ "**سَارَ، يَسِيرُ، سَيراً ، و سِيرَةً**" سے ماخوذ ہے اصل ہے "السین "الیاء "الراء" سے ہے جو کہ "مضی" اور "جریان" کے معانی میں ہے جس کا معنی و مطلب ہے "کام کا طریقہ، اور سنت، اور جِلد کے معانی میں مستعمل ہوتا ہے ۔ ابن فارس نے معجم مقائیس اللغۃ میں فرمایا:

(سير)" السِّينُ وَالْيَاءُ وَالرَّاءُ أَصْلٌ يَدُلُّ عَلَى مُضِيٍّ وَجَرَيَانٍ، يُقَالُ سَارَ يَسِيرُ سَيْرًا، وَذَلِكَ يَكُونُ لَيْلًا وَنَهَارًا. وَالسِّيرَةُ: الطَّرِيقَةُ فِي الشَّيْءِ وَالسُّنَّةُ، لِأَنَّهَا تَسِيرُ وَتَجْرِي. يُقَالُ سَارَتْ، وَسِرْتُهَا أَنَا. قَالَ:

فَلَا تَجْزَعَنْ مِنْ سُنَّةٍ أَنْتَ سِرْتَهَا ... فَأَوَّلُ رَاضٍ سُنَّةً مَنْ يَسِيرُهَا

وَالسَّيْرُ: الْجِلْدُ، مَعْرُوفٌ، وَهُوَ مِنْ هَذَا سُمِّيَ بِذَلِكَ لِامْتِدَادِهِ ; كَأَنَّهُ يَجْرِي. وَسَيَّرْتُ الْجُلَّ عَنِ الدَّابَّةِ، إِذَا أَلْقَيْتَهُ عَنْهُ. وَالْمُسَيَّرُ مِنَ الثِّيَابِ: الَّذِي فِيهِ خُطُوطٌ كَأَنَّهُ سُيُورٌ.[1]

سیر کا کا بنیادی مادہ س، ی، ر ہے جو کہ چلنے اور جاری رہنے اور بہنے پر دلالت کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے :**سار يسير سيرا**

، یعنی وہ چلا: وہ چلتا ہے: چلنا—— اور سیر کا یہ عمل رات اور دن دونوں اوقات میں ہو سکتا ہے، سیرۃ کا مطلب کسی عمل، کردار اور چیز میں طریقہ اور (سنت) طریقِ کار ہوتا ہے، کیونکہ یہ طریقہ جاری و ساری رہتا ہے. کہا جاتا ہے: وہ چلی اور میں اس (طریقے/راستے) پر چلا" شاعر[2] کہتا ہے:

فَلَا تَجْزَعَنْ مِنْ سُنَّةٍ أَنْتَ سِرْتَهَا ... فَأَوَّلُ رَاضٍ سُنَّةً مَنْ يَسِيرُهَا

اس طریقے سے پریشان نہ ہو جس پر تو خود چلا ہے... کسی طریقے پر سب سے پہلے مطمئن وہی ہوتا ہے جو اس پر خود عمل کرتا ہے۔

"السَّیر "کا معنی "چمڑا" بھی مشہور ہے,اسے اسی مادے سے اس لیے منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اس میں "پھیلاؤ" ہوتا ہے؛ گویا وہ جاری رہتا ہے,اور کہا جاتا ہے :سَیَّرْتُ الجُلَّ عنِ الدَّابَّة،یعنی میں نے جانور سے کجاوہ اتار دیا,الْمسیَّر کپڑوں میں وہ ہوتا ہے جس میں لکیریں (دھاریاں) ہوں، گویا وہ(مستطیل ٹکڑوں کی)پٹیاں ہوں۔

اسی طرح صاحب المعجم الوسیط نے فرمایا:

"السِّيرَة: السنة والطريقة والْحَالة الَّتِي يكون عَلَيْهَا الْإِنْسَان وَغَيره والسيرة النَّبَوِيَّة وَكتب السِّيَر مَأْخُوذَة من السِّيرَة بِمَعْنى الطَّرِيقَة وأدْخل فِيهَا الْغَزَوَات وَغير ذَلِك وَيُقَال قَرَأت سيرة فلَان تَارِيخ حَيَاته"[3]

سیرت : سنت ،طریقہ اوراس حالت وغیرہ کو کہا جاتا ہے جس پر انسان ہوتا (چلتا) ہے،اور سیرت نبوی(ﷺ) کتب السیرۃ کا لفظ بھی **"السیرۃ "** سے ماخوذ ہے جو بمعنی طریقہ ہے اور **"السیرۃ "** کی اصطلاح میں غزوات وغیرہ بھی داخل ہیں،اور کہا جاتا ہے کہ **"قرأت سیرۃ فلان"** یعنی اس کی زندگی کی تاریخ۔

اس سے معلوم ہوا کہ لغوی اعتبار سے سیرت کا اطلاق : چلنے ،جاری رہنے ،بہنے ،سنت ،طریقہ اور اس عمل پر ہوتا ہے جس میں امتداد، پھیلاؤ اور تسلسل ہوتا ہے۔اور آپ ﷺ کی غزوات کو بھی شامل ہے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم

سیرت کی اصطلاحی تعریف میں امام راغبؒ فرماتے ہیں

"والسِّيرَةُ:الحالة التي يكون عليها الإنسان وغيره،غريزيا كان أو مكتسبا،يقال: فلان له سيرة حسنةَ،وسيرة قبيحة،وقوله تعالى: ﴿سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا ٱلۡأُولَىٰ﴾[4] **،أي:الحالة التي كانت عليها من كونها عودا"**

سیرت سے مراد کسی شخص کی وہ حالت وغیرہ ہے جس پر وہ انسان ہو، خواہ فطری ہو یا کسبی (حاصل شدہ)، جیسا کہ کہا جاتا ہے: فلاں کی سیرت اچھی ہے اور فلاں کی بری،اور اللہ کا ارشاد ہے ﴿سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا ٱلۡأُولَىٰ﴾ یعنی ہم اس کو اپنی سابقہ حالت پر لوٹا دیں گے

اسی طرح

Biographics, cnducts, manner of dealimg with others,life of prophet Muhammad (ﷺ)[5]

سیرت : نبی کریم ﷺ کی زندگی، طرز عمل اور دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ کو کہا جاتا ہے

سیرت النبوی کی ایک تعریف **"المرکز الوطنی للتعلیم الالکترونی"**[6] میں کچھ یوں کی ہے:

"دراسة حياة النبي وأخباره وأخبار أصحابه على الجملة وبيان أخلاقه وصفاته وخصائصه ودلائل نبوته وأحوال عصره"[7]

نبی ﷺ کی زندگی ،آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کی اخبار کا مطالعہ ،آپ ﷺ کے اخلاق ،صفات، خصائل ،آپ کی نبوت کے شواہد ،اور آپ کے ﷺ کے دور اور زمانے کے حالات کی وضاحت کو سیرتِ نبوی کہا جاتا ہے

یہ ایک جامع تعریف ہے جس آپ ﷺ کی پوری زندگی کے تمام اعمال آجاتے ہیں اور اَحقّ بھی یہی ہے کہ سیرت سے آپ ﷺ کی مکمل زندگی کے احوال مراد لئے جائیں

قرآن کی لغوی،اصطلاحی تعریف

لغوی تعریف

لغوی اعتبار سے یہ کہا گیا ہے کہ یہ قرء یقرء کا مصدر ہے بمعنی مقروء (متلو) مقروء کا مصدر ہے ،یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرء یقرء کا مصدر ہے الجمع کے معنی میں ہے اور مصدر بمعنی اسم فاعل ہے ۔اس میں شک نہیں کہ قرآن دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ قرآن :مقروء بمعنی متلوّ بھی اور بمعنی قارئ یعنی نفع مند اخبار اور عادلانہ احکام کو جامع ہے عثیمینؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کی وضاحت کی ہے[8]

اور صاحب النہایہ نے اس طرف اشارہ اس کی حکمت بیان فرمائی فرماتے ہیں

"قَدْ تكَرَّر فِي الْحَدِيث ذِكْر القِراءة، والاقْتِراء، والقارِىء، والقُرآن والأَصْلُ فِي هَذِه اللفْظَة الجمْع- وكلُّ شيءٍ جَمعْتَه فَقَدَ قَرأْتَه. وسُمّيِ القُرآن قُرآناً لأنَّه جَمع القصص، وَالأمرَ وَالنَّهْي، والوعد والْوعيدَ، والآيات والسُّور بعْضَها إِلَى بعض، وَهو مصدرٌ كالغُفْران والكُفْران"[9]

احادیث میں "القراءة، والاقْتِراء، والقارِىء، والقُرآن" کے الفاظ بار بار آئے ہیں ان الفاظ کے اصل "الجمع" ہے ،آپ نے جو کچھ بھی جمع کیا ،درحقیقت آپ نے اسے قرء کیا (یعنی جمع کے کے لئے لفظ قرء مستعمل ہے)اور قرآن کو قرآن اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے قصوں ،امر و نہی ،وعد و وعید ،آیات اور سورتوں کو آپس میں جمع کیا ہے ،یہ (لفظ قرآن) غفران اور کفران کی طرح مصدر ہے۔

اصطلاحی تعریف

قرآن کریم کی اصطلاحی تعریف میں مختلف اقوال منقول ہیں۔مدخل میں اس کی تعریف ایسی کی گئی ہے :

"هو كلام الله المنزل على نبيه «محمد» صلى الله عليه وسلم المعجز بلفظه، المتعبد بتلاوته المنقول بالتواتر، المكتوب في المصاحف، من أول سورة الفاتحة إلى آخر سورة الناس"[10]

اسی طرح اور کئی قسم کی تعریف کی گئی ہیں لیکن دراصل قرآن کریم کی شہرت حد تواتر کو پہنچ چکی ہے کوئی صاحب بصیرت اس کا انکار نہیں کر سکتا

قرآن کریم میں مباحث سیرت نبوی ﷺ

جیسا کہ مقدمہ میں نیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم در حقیقت ایک نظریہ۔ تھیوری ہے اور آپ ﷺ کی ذات والی صفات اس کے لئے بمثال پر یکٹکل ہے۔اس اعتبار سے آپ کی پوری زندگی پورے قرآن کی عملی تفسیر ہے تفسیر ہے جیسا کہ ایک موقعہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ نے سیٔ پوچھا گیا کہ :

"عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ يَرْضَى لِرِضَاهُ وَيَسْخَطُ لِسَخَطِهِ"[11]

سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و سیرت کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کی سیرت تو قرآن تھی آپ اس پر راضی تھے جو جس پر قرآن راضی تھا اور آپ کو وہ ناپسند تھا جو قرآن کو ناپسند تھا

مطلب یہ کہ اگر لوگوں نے آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنا ہے تو قرآن کو پڑھ لیں آپ ﷺ کی سیرت قرآن کے ہر ورق پر موجود ہے اور آپ ﷺ کی سیرت کی اولین اور مضبوط ترین ماخذ قرآن ہی ہے

مباحث سیرت: سورۃ النور اور سورۃ الفرقان کی روشنی میں

سورۃ النور کا تعارف

سورۃ النور مدنی سورۃ ہے ترتیت نزول میں ایک سو دو (102)[12] اور ترتیبِ مصحفی میں چوبیسویں (24) نمبر پر ہے۔اس سورت میں اخلاقی لحاظ سے مسلم معاشرے کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ جو آپ ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلم معاشرہ قانونی اور معاشرتی آداب کے لحاظ سے کن اصولوں پر قائم ہو گا۔اس میں ریاست کے قانونی فرائض اور رعایا کے اخلاقی فرائض کا ذکر کیا گیا ہے اور خصوصی طور پر آپ ﷺ کا مقام بلند بیان کیا گیا ہے۔

① واقعہ افک (رسول اللہ ﷺ بحیثیتِ امیر و شوہر)

سورۃ النور کی آیات 11 تا 26 میں اسلامی تاریخ کی ایک اہم واقعے کا ذکر کیا گیا ہے جس کو قاعی افک کے نام سے شہرت ملی۔ یہ واقعہ وہ واقعہ ہے جس میں ابتداءً ایک طرف در حقیقت نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کے لئے لحاظ بہت بڑی آزمائش تھی تو دوسری طرف آخراً آپ ﷺ اور اہل ایمان کے چھپے ہوئے دشمنوں یعنی منافقین کے بغض و عداوت کے آشکار کرنے کا ذریعہ بنا۔ جس میں ایک طرف اہل کے لئے مختلف روایات کے مجموعے سے جو بات سامنے آتی ہے

واقعہ افک (غزوہ بنی مصطلق / غزوہ مریسیع)

افک سے مراد جھوٹ کے ذریعے سے حق بات کو دبانا، کتاب العین میں ہے

أفك: الإفكُ: الكذب.أفك يأفك أفكاً. وأَفَكْته عن الأمر:صرفته عنه بالكذب والباطل. والأفيك :المكذب عن حيلته وحزمه، قال :ما لي أراك عاجزاً أفيكا . والمأْفوكُ: الذي يقبل الإفْك، وهو المُؤْتَفك. والمُؤْتكفة: الأمم الماضية الضالة المهلكة. والأَفّاكُ: الذي يأفك النّاَس عن الحق،أي: يصدهم عَنه بالكذب والباطل.[13]

افک جھوٹ کو کہا جاتا ہے" أفك يأفك أفكاً" سے ہے کہا جاتا ہے "أَفَكْته عن الأمر" یعنی میں اسے اس کام جھوٹ اور باطل کے ذریعے پھیر دیا۔: والأفيك" اس شخص کو کہا جاتا جو باوجود اپنی چالاکی اور

شدت کی وجہ سے جھٹلایا جائے جیسا کہ کسی نے کہا" ما لي أراك عاجزاً أفيكا"(یعنی) میں تجھے بے بس کیوں دیکھ رہا ہوں،"مأْفوكُ " اس کو کہا جاتا ہے جو جو جھوٹ کو قبول کر لیتا ہے اور " المؤْتفك. والمُؤْتكفة " اس کو "المؤْتَفك " بھی کہا جاتا ہے اور "المؤْتكفة"اقوام ماضیہ مہلکہ کو کہا جاتا ہے ۔اور "الأَفَّاكُ"جو لوگوں کو جھوٹ اور باطل کے ذریعے حق سے روکتا ہے۔

افک کا واقعہ غزوہ بنی مصطلق یا مریسع میں پیش آیا تھا بنی مصطلق قبیلے کا نام تھا جبکہ مُرَیسع اس کو بنی مصطلق کے زیر استعمال ایک چشمے کے نام سے کہا جاتا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی تمام غزوات نہ صرف عسکری اعتبار سے بلکہ اسباواثرات کے اعتبار سے بھی سیرت النبی ﷺ اور اسلامی تاریخ کے اہم ابواب میں سے ہیں اور امت مسلمہ کے لئے کئی اسباق کی حامل ہیں۔غزوہ بنی مصطلق جسے غزوہ مریسع بھی کہا جاتا ہے یہ بھی ایسے ہی کئی اسباق کا حامل ہے۔اس غزوہ میں کچھ معاشرتی اور داخلی فتنوں کا انکشاف ہوا خصوصی طور پر واقعہ افک اور اس میں منافقین کا کردار کھل کر آشکار ہوا۔اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

غزوہ بنی مصطلق یا غزوہ مریسع (5ھ/6ھ)

بنی مصطلق خزاعہ قبیلے[14] کی ایک شاخ تھا،یہ قبیلہ مکہ کے قریب سکونت پذیر تھا۔ مدینۃ المنورۃ میں اسلامی ریاست مستحکم ہوئی تو کچھ قبائل نے مشرکین سے ساز باز کر کے مسلمانوں کو زد پہنچانے کی کوشش شروع کی،بنی مصطلق ان میں سے ایک تھا۔انہوں نے مدینہ پر حملے کی تیاری شروع کی۔ سیرت ابن ھشام اور بخاری[15] نے ابن اسحاق کا قول نقل کیا ہے کہ یہ 6 ھجری کا واقعہ ہے وہ فرماتے ہیں:

"فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّه صلى الله عليه وسلم بالْمَدينَة بَعْضَ جُمَادَى الْآخرَة ورجبا، ثُمَّ غزا بَني الْمُصْطَلق منْ خُزَاعَةَ، في شَعْبَانَ سَنَة ستٍّ"[16]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الآخرہ اور رجب کے کچھ دنوں میں مدینہ میں قیام فرمایا، پھر 6 شعبان میں خزاعہ کے بنو مصطلق قبیلے پر چھاپہ مارا

اور واقدی نے اس غزوہ کو 5ھ کا وقعہ قرار دیا ہے فرماتے ہیں

فِي سَنَة خَمْسٍ خَرَجَ رَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الاثْنَيْن للَيْلَتَيْن خَلَتَا منْ شَعْبَانَ، وَقَدم الْمَدينَةَ لهلَال رمضانَ وَغَاب شهرًا إلّا لَيْلَتَين

ھجرت کے پانچویں سال،جبکہ شعبان کے اختتام میں دو راتین باقی تھیں اور سوموار کا دن تھا،رسول اللہ ﷺ اس غزوہ کے لئے نکلے اور آپ ﷺ رمضان المبارک کے چاند رات مدینے پہنچے۔ آپ ﷺ دو دن کم مہینہ غائب رہے۔

زرقانیؒ نے فرمایا

وكانت يوم الاثنين لليلتين خلتا من شعبان، سنة خمس، وفي البخاري قال ابن إسحاق في شعبان سنة ست، وقال موسى بن عقبة: سنة أربع .قالوا: وكأنه سبق قلم، أراد أن يكتب

سنة خمس فكتب سنة أربع، والذي في مغازي موسى بن عقبة من عدة طرق أخرجها الحاكم وأبو سعيد النيسابوري والبيهقي في الدلائل وغيرهم سنة خمس -[17]

یہ پیر کا دن تھا، سن 5 ھجری، شعبان کے اختتام میں دو راتیں باقی تھیں، بخاری میں ابن اسحاق کا قول ہے کہ : یہ 6 ھجری شعبان میں ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ : 4 ھجری میں۔ لگتا ہے کہ یہ سبقتِ قلمی ہے۔ وہ چوتھے سال کے بجائے پانچواں سال لکھنا چاہتے تھے۔۔اور مغازیِ موسیٰ بن عقبہ میں سن پانچ ھجری کا ذکر ہے ہے جسے حاکمؒ، ابو سعید نیساپوریؒ، امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں اور دیگر نے مختلف طرق سے نقل کیا ہے۔

صفی الرحمان مبارکپوریؒ نے دونوں اقوال کو ذکر کیا اور امام ابن قیمؒ سے نقل کرتے ہوئے دنوں کا استدلال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اس کی **دلیل (فریق اول** کی طرف سے) یہ دی جاتی ہے کہ اسی غزوہ سے واپسی میں افک (حضرت عائشہ پر جھوٹی تہمت لگائے جانے) کا واقعہ پیش آیا اور معلوم ہے کہ یہ واقعہ حضرت زینب سے نبی ﷺ کی شادی اور مسلمان عورتوں کے لیے پردے کا حکم نازل ہو چکنے کے بعد پیش آیا تھا، چونکہ حضرت زینب کی شادی سن 5 ھجری کے بالکل اخیر میں یعنی ذی قعدہ یا ذی الحجہ 5 ھجری میں ہوئی تھی اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ غزوہ شعبان ہی کے مہینے میں پیش آیا تھا اس لیے یہ سن 5ھ شعبان نہیں بلکہ سن 6 ھجری ہی کا شعبان ہو سکتا ہے۔

دوسری طرف جو لوگ اس غزوہ کا زمانہ شعبان سن 5 ھجری بتاتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حدیث افک کے اندر اصحاب افک کے سلسلے میں حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کے درمیان سخت کلامی کا ذکر موجود ہے، اور معلوم ہے کہ سعد بن معاذ سن 5ھ کے اخیر میں غزوہ بنو قریظہ کے بعد انتقال کر گئے تھے اس لئے واقعہ افک کے وقت ان کی موجودگی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ اور یہ غزوہ سن 6ھ میں نہیں بلکہ سن 5ھ میں پیش آیا۔

اس کا جواب فریق اول نے یہ دیا ہے کہ حدیث افک میں حضرت سعد بن معاذ کا ذکر راوی کا وہم ہے کیونکہ یہی حدیث حضرت عائشہ سے ابن اسحاق نے بہ سند زہریؒ عن عبد اللہ بن عتبہؒ عن عائشہ روایت کی تو اس میں سعد بن معاذ کے بجائے اسید بن حضیر کا ذکر ہے۔ چناچہ امام ابو محمد بن حزمؒ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ یہی صحیح ہے اور سعد بن معاذ کا ذکر وہم ہے۔[18]

اس کے بعد ان قوال کا محاکمہ بیان کرتے ہوئے 5 ھجری کے قول جو ترجیح دی وہ فرماتے ہیں۔

" گو کہ فریق اوال کا استدلال خاصا وزن رکھتا ہے (اور اسی لیے ابتدا میں ہمیں بھی اسی سے اتفاق تھا)۔ لیکن غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ اس استدلال کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ نبی ﷺ سے حضرت زینب کی شادی سن 5ھ کے اخیر میں ہوئی تھی درآنحالیکہ اس پر بعض قرائن کے سوا کوئی ٹھوس شہادت موجود نہیں ہے۔ جبکہ واقعہ افک میں اور اس کے بعد حضرت سعد بن معاذ (متوفی سہ 5ھ) کی موجودگی متعدد

صحیح روایات سے ثابت ہے جنہیں وہم قرار دینا مشکل ہے۔اس لیے ایسا کیوں نہیں ہو سکتا کہ حضرت زینب کی شادی سن 5ھ کے اوائل میں ہوئی ہو اور واقعہ افک اور غزوہ بنی المصطلق شعبان سن 5ھ میں پیش آیا ہو"

اہل سیر کے بقول رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار اپنے قبیلے اور چند عربوں سمیت جنگآپ سے جنگ لرنے آرہا ہے، آپ ﷺ نے بریدہ بن حصیب اسلمی کو تحقیق کے لئے بھیجا، انہوں نے بنو مصطلق جا کر تحقیق کی بلکہ حارچ بن ابی ضرار سے بھی ملے، اور واپس آکر آپ ﷺ کو حالات سے آکاہ کیا۔جب آپ کو یقین ہو گیا تو آپ ﷺ صحابہ کرام کو تیاری کا حکم دیا اور جلد ہی راونہ ہوئے، یہ شعبان کی 2 تاریخ تھی، ساتھ ہی منافقین ایک جماعت بھی تھی۔آپ ﷺ نے مدینہ کا انتظام زید بن حارثہ (ابوذر یا نمیلہ بن عبداللہ لیثی) حوالے کیا، ادھر حارث نے بھی تحقیق حال کے لئے جاسوس بھیجا، لیکن مسلمانوں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔حارث بن ابی ضرار کو جب آپ ﷺ کی روانگی اور جاسوس کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ بھی خوفزدہ اور جو عرب بھی اس بکھر گئے۔رسول اللہ ﷺ مریسع (جو کہ بنو مصطلق کا چشمہ تھا) تک پہنچے تو بنو مصطلق بھی جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے۔صحابہ کرام نے بھی صف بندی کر لی۔اسلامی لشکر کے علمبردار ابو بکر تھے اور خاص انصار کا جھنڈا اسعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا۔کچھ دیر فریقین میں تیروں کا تبادلہ ہوا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام نے یکبار گی حملہ کیا تو فتح یاب ہو گئے اور مشرکین نے شکست کھائی، ان میں سے کچھ مارے گئے، خواتین، بچے قید ہوئے، مال مویشی غنیمت میں، ملے مسلمانوں کا صرف ایک آدمی مارا گیا جسے ایک انصاری نے دشمن کا آدمی سمجھ کر مر دیا تھا۔اس غزوے کے متعلق اہل سیر کا بیان یہی ہے البتہ علامہ ابن قیم لڑائی کو وہم قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں

وهو وهم، فإنه لم يكن بينهم قتال، وإنما أغار عليهم على الماء فسبى ذراريهم وأموالهم، كما في «الصحيح»: «أغار رسول الله صلى الله عليه وسلم على بني المصطلق وهم غارُّون ... » وذكر الحديث[19]

'یہ وہم اس غزوہ میں لڑائی نہیں ہوئی تھی بلکہ آپ نے چشمے کے پاس ان پر چھاپہ مار کر عورتوں بچوں اور مال مویشی پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو المصطلق پر چھاپہ مارا اور وہ غافل تھے۔۔الحدیث

ان قیدیوں میں سیدہ جویریہ جو بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں، ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں۔ثابت بن قیس نے انہیں مکاتَب بنا لیا۔رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب سے کتابت ادا کر کے ان سے شادی کر دی۔اس کی برکت سے مسلمانوں نے بنو مصطلق کے ایک سو گھرانوں کو جو مسلمانوں ہو چکے تھے آزاد کر دیا۔کہنے لگے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے سسرال والے ہیں۔

غزوہ بنو المصطلق میں منافقین کا کردار

اس غزوہ میں دو اہم واقعات پیش آئے جس نے منافقین کے کردار کو اور زیادہ عیاں کر دیا

❶۔مدینہ سے ذلیل ترین آدمی کو نکالنے کی بات

رسول اللہ ﷺ جب چشمہ مریسع پر قیام فرما تھے کہ کچھ لوگ وہاں سے پانی لینے گئے۔اس دوران سیدنا عمر کے مزدور جہجاہ غفاری مہاجر اور سنان بن وبر جُہنی کی آپس میں دھکم پیل ہوئی،اور لڑ پڑے، جہنی نے **یامعشر الانصار** پکار کر انصار کو اور جہجاہ نے **یامعشر المہاجرین** کا نعرہ لگا کر مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**اللّٰہَ اللّٰہَ، أبدعْوى، الجَاهليَّة، وأَنَا بينَ أظهرِكم بعْدَ أَنْ هدَاكُم اللّٰهُ للإسْلَام، وأكْرمَكُم به، وقطَعَ به عَنْكُم أَمرَ الجَاهليَّة واسْتنقذَكُم به منَ الكُفْرِ، وألَّف به من قُلُوبكُم؟**"[20]

عبداللہ بن ابی ابن سلول کو خبر ملی تو اس بات ہوا دیتے ہوئے نازیبا زبان استعمال کی اور کہنے لگا "خدا کی قسم اگر ہم مدینہ واپس ہوئے تو ہمارا معزز ترین آدمی، ذلیل ترین آدمی کو نکال باہر کرے گا[21]۔

❷۔واقعہ افک

اس غزوے کا دوسرا اہم واقعہ : واقعہ افک ہے[22] اس واقعے کا اختصار یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ سفر میں جاتے ہوئے امہات المؤمنین کے درمیان قراع اندزی فرماتے جس زوجہ کا قرعہ نکل آتا،اسے ہمراہ لے جاتے۔ اس غزوہ میں قرعہ حضرت عائشہ کے نام نکلا اس لئے انہیں ساتھ لے گئے، واپسی پر ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا، سیدہ ام المؤمنین اپنی حاجت کے لئے تشریف لے گئیں واپس تشریف لائیں تو احساس ہوا کہ اُس سے اُس کی بہن کا عاریۃً دیا گیا ہار کہیں گم ہو گیا۔ واپس اسی جگہ گئیں جہاں ان کے اندازے کے مطابق ہار غائب ہوا تھا، اسی دوران ہودج پر مامور افراد آئے اور آپ کو ہودج میں بیٹھی ہوئے سمجھ کر اسے اٹھایا۔ چونکہ ان کی تعداد زیادہ تھی اور ام المؤمنین نو عمر تھی ،بدن ہلکا تھا، اس لئے انہیں اندازہ نہیں ہو سکا کہ ہودج میں کوئی ہے یا نہیں۔

دوسری طرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہار ڈھونڈھ کر قیام گاہ پر پہنچیں تو پورا لشکر جا چکا تھا اور میدان بلکل خالی پڑا تھا نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ وہ اس خیال سے کہ لوگ انہیں نہ پائیں گے تو پلٹ کہ وہیں تلاش کرنے آئیں گے، وہیں بیٹھ گئیں، وہاں بیٹھے بیٹھے ان پر نیند طاری کا غلبہ ہوا۔ صفوان بن معطل ذکوانی ، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے لشکر کے عقب میں مقرر کیا تھا، انہوں نے اُم المؤمنین کو حکمِ حجاب نازل ہونے سے پہلے آپ کو دیکھا تھا، س لئے دیکھتے ہی پہچان لیا تو "**انا لله وانا اليه راجعون**" پڑھا، جس ام المؤمنین کی آنکھ کھلی، اس کے سوا اُن کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا، اپنی سواری کو اُمّ المؤمنین کے قریب بٹھایا، وہ اس پر سوار ہو گئیں، وہ چپ چاپ نکیل پکڑ کر پیدل چلتے ہوئے لشکر پہنچے جبکہ دوپہر کا وقت تھا اور لشکر پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ اس کیفیت سے انہیں آتا دیکھ کر کچھ لوگ چے میں گوئیاں کرنے لگے، دشمنِ خدا عبداللہ ابی کو بھڑاس اور خُبث نکالنے ایک اور موقع مل گیا، چنانچہ اپنے دیرینہ بغض وعداوت اور خباثت کو ظاہر کرتے ہوئے، واقعات کے تانے بانے بُننا شروع کر کے تہمت لگا دی، اس کے ساتھیوں نے بھی اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے خوب بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا، اور مدینہ آکر خوب پروپگنڈا کیا، دوسری طرف اس معاملہ میں نبی کریم ﷺ خاموش اور وحی کے منتظر تھے، لیکن طویل عرصے تک وحی نہ آئی تو آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ سے علیحدگی کے متعلق اپنے خاص صحابہ سے مشورہ کیا۔ تو سیدنا علی اشارۃً کہا کہ "**يا رَسُولَ اللّٰه، لَمْ يضيّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ والنّساءُ سواهَا كَثِيرٌ، وسَلِ الجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ**"[23] لیکن سیدنا اسامہ نے فرمایا

"فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا"[24] بعدہٗ آپؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر رئیس المنافقین کی ایذا رسانیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي، وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي"[25]

اے مسلمانو کی جماعت! اُس شخص کے بارے میں میرا کون عذر قبول کرے گا جس کی طرف سے مجھے میری اہلیہ (عائشہ) کے بارے میں ایذا رسانی کی خبر پہنچی ہے؟ اللہ کی قسم! میں نے اپنی اہلیہ میں ہمیشہ بھلائی ہی دیکھی ہے، انہوں اس شخص (صفوان) کی طرف اس کی نسبت (بدنام کیا) جس کے بارے میں ،میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانا، اور وہ میرے گھر والوں کے پاس میرے ساتھ ہی آتا ہے

اس پر حضرت سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے اسکے قتل کی اجازت چاہی، لیکن حضرت سعد بن عبادہ جو قبیلہ خزوج کے سردار تھے (عبداللہ بن ابی بھی اسی قبیلے سے تھے) پر قبائلی حمیت غالب آگئی، دونوں حضرت میں ترش کلامی ہو گئی جس کے نتیجے میں دونوں قبیلے بھڑک اٹھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاصی مشکل سے انہیں خاموش کیا، پھر خود بھی خاموش ہو گئے۔

ادھر سیدہ عائشہ اس غزوے سے واپس آتے ہی بیمار پڑ گئیں اور ایک مہینے تک مسلسل بیماری رہیں۔ انہیں اس تہمت کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ البتہ بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو لطف و عنایت ہوا کرتی تھی اب وہ نظر نہیں آرہی تھی، وہ آتے اور حال پوچھتے اور پھر لوٹ جاتے، یہ بات انہیں کھٹکتی رہتی تھی، لیکن بحالی صحت کے بعد ایک رات وہ ام مسطح کے ہمراہ قضائے حاجت کے لیے میدان میں گئیں۔ اتفاق سے ام مسطح اپنی چادر میں پھنس کر پھسل گئیں اور اس پر انہوں نے اپنے بیٹے (مسطح بن اثاثہ [26]) کو بددعا دی۔ حضرت عائشہ نے اس حرکت پر انہیں ٹوکا، تو انہوں نے سیدہ عائشہ کو تہمت کا واقعہ سناتے ہوئے اس میں اپنے بیٹے کے کردار کا بھی ذکر کر دیا، سیدہ عائشہ نے تحقیقِ حال کے لئے رسول اللہ ﷺ سے والدین کے گھر جانے کی اجازت لی، یقینی صورت حال کا علم ہوا تو بے اختیار رونے لگیں ایسا کہ دو راتیں اور ایک دن روتے روتے گزر گیا، جن میں آنسو رُکے ،نہ ہی آنکھ لگی، اور رونا بھی ایسا کہ جگر کو پھاڑ دے۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، سلام کیا اور پھر بیٹھ گئے۔ اس افواہ کے بعد سے اب تک پورے مہینے میں یہ پہلا موقعہ ہے ابھی تک کوئی وحی بھی نہیں اتری تھی۔ آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پر مشتمل خطبہ پڑھا بعدہٗ فرمایا:

يَا عَائِشَةُ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ؛ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ"[27]

اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے کچھ (یعنی تہمتِ منافقین) باتیں پہنچی ہیں، اگر تم بے قصور ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور بری کر دے گا، اور اگر تم نے کوئی گناہ کیا ہے تو اللہ سے مغفرت مانگو اور اس سے کی

طرف توبہ (رجوع) کرو کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے اور (اس کی طرف رجوع کرکے) توبہ کر لیتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بات ختم کی تو ان کے کے آنسو رک گئے یہاں تک ایک قطرہ آنسو کا بھی نہیں نکلا اور پھر اپنے والدین سے جواب دینے کو کہا لیکن انہیں نہیں سمجھ آیا کہ کیا جواب دیں تو خود ہی جواب دیتے ہوئے فرمایا:

إِنِّي واللَّهِ، لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ – واللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ – لَا تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ واللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي واللَّهِ، ما أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَٱللَّهُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ﴾[28]

واللہ میں جانتی ہوں کہ یہ بات سنتے سنتے آپ لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح بیٹھ گئی ہے اور آپ لوگوں نے اسے بلکل سچ سمجھ لیا ہے اس لیے اب اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں ، تو آپ لوگ میری بات سچ نہ سمجھیں گے اور اگر میں کسی بات کا اعتراف کو لوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں۔ تو آپ لوگ صحیح مان لیں گے۔ خدا کی قسم! ایسی صورت میں اپنے اور تمہارے لئے ابو یوسف کے الفاظ کے علاوہ کوئی مثال نہیں پا سکتی، جنہوں نے کہا: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَٱللَّهُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ﴾[29]

پھر سیدہ عائشہ جاکر بستر پر لیٹ گئیں، اسی دوران رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی، شدتِ وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی کہ "يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللَّهُ عز وجل فَقَدْ بَرَّأَكِ" یعنی اے عائشہ اللہ نے تجھے بری کر دیا، وہ فرماتی ہیں میرا خیال تھا کہ :

"وَاللَّهِ ما كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ يَنْزِلَ فِي شَأْنِي وَحْيٌ يُتْلَى، وَلَشَأْنِي كَانَ أَحْقَرَ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى، وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا"[30]

اللہ کی قسم میرا یہ خیال نہیں تھا اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں قرآن (وحی متلو، جد کی قیامت تلاوت کی جائے گی) نازل کرنے والا ہے، میرا تو یہ خیال تھا کہ میرا معاملہ اس سے بہت چھوٹا (اور معمولی ہے) کہ اس بارے میں کلام اللہ نازل کرے گا، البتہ یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب دیکھ لیں گے جس کے ذریعے اللہ میری براءت ظاہر فرما دے گا

اس موقعہ پر خاص براءت اُمّ المؤمنین پر اسورۃ النور کی دس آیات (11-20) نازل ہوئیں[31]

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ جَآءُو بِٱلْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ ٱمْرِيٍٕ مِّنْهُم مَّا ٱكْتَسَبَ مِنَ ٱلْإِثْمِ ۚ وَٱلَّذِى تَوَلَّىٰ كِبْرَهُۥ مِنْهُمْ لَهُۥ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝١١ لَّوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ ٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا۟ هَٰذَآ إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝١٢ لَّوْلَا جَآءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا۟ بِٱلشُّهَدَآءِ فَأُو۟لَٰٓئِكَ عِندَ

ٱللَّهِ هُمُ ٱلْكَٰذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ
لَمَسَّكُمْ فِى مَآ أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُۥ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ
بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُۥ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾
وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَٰنٌ
عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ ٱللَّهُ أَن تَعُودُوا۟ لِمِثْلِهِۦٓ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ ٱللَّهُ
لَكُمُ ٱلْـَٔايَٰتِ ۚ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ
ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا
فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ وَأَنَّ ٱللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾

یقیناً! وہ لوگ جو (امّ المؤمنین سیدہ عائشہ □) پر بدنامی کی تہمت لگا چکے ہیں، وہ تم میں سے ایک مضبوط گروہ ہے[32]، تم اس (واقعہ افک) کو اپنے حق میں برامت سمجھو، بلکہ یہ تمھارے لئے بہتر ہے، ان میں سے ہر ایک کے لئے اسکی (سزا) ہے جتنا اس نے گناہ کیا، اور ان میں سے جس شخص نے اسکا بڑا بوجھ (بیڑہ) اٹھایا ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہے ﴿١١﴾ اور جب تم نے اس (خبر کو) سنا، تو ایسا کیوں نہ تھا کہ مومن مرد اور مومن عوتیں ایک دوسرے پر خیر کا گمان کرتے؟ اور کہتے کہ یہ واضح جھوٹ ہے ﴿١٢﴾ یہ لوگ کیوں اس بات پر چار (۴) گواہ لے کر نہیں آئے، پس جب یہ گواہ لے کر نہیں آئے تو یہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں ﴿١٣﴾ اور اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی، تو تم کو اس فعل کی وجہ سے جس میں تم مشغول ہو گئے تھے بہت بڑا عذاب پہنچ گیا ہوتا ﴿١٤﴾ جب تم اس کو اپنی زبانوں پر لینے لگے، اور اپنے منہ سے وہ کچھ بولنے لگے، جس کا تم کو کوئی علم (دلیل) نہیں تھا، اور تم اس کو ہلکی (معمولی) بات سمجھتے تھے، اور وہ اللہ کے نزدیک بہت ہی بڑی بات تھی ﴿١٥﴾ اور جب تم نے اس کو سنا تھا، تو کیوں نہ کہا کہ، ہمارے لئے جائز نہیں کہ یہ بات مُنہ پر لائیں، اللہ پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے ﴿١٦﴾ اللہ تم کو (نصیحت کرتے ہوئے) منع کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو پھر کبھی بھی ایسا کام مت کرو ﴿١٧﴾ اور اللہ تمہارے سامنے احکام بیان کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ علم اور حکمتوں والا ہے ﴿١٨﴾ بے شک وہ لوگ جو یہ پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان میں بدکاری (بے حیائی) پھیلے، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ﴿١٩﴾ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی، اور یہ کہ یقیناً اللہ شفقت کرنے والا، رحم کرنے والا ہے ﴿٢٠﴾

چونکہ اس بہتان میں غیر ارادی طور پر تین صحابہ بھی شامل ہو گئے تھے (سیدنا حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش) ان سب کو قانون حد قذف کے تحت سزا بھی دی گئی، مسطح سیدنا ابو بکر □ کے خالہ زاد بھائی تھے[33] جو کہ مسکین مہاجر تھے۔ ابو بکر □ ان پر انفاق کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ سیدہ عائشہ □ پر بہتان میں شریک ہوا تھا اس لئے سیدنا ابو بکر

□ نے قسم کھائی کہ آئندہ کبھی ان کو نفقہ وصدقہ نہیں دے گا۔ تو آیات سابقہ کے نزول اور مسطح کے توبہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:[34]

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُوْلُواْ ٱلْفَضْلِ مِنكُمْ وَٱلسَّعَةِ أَن يُؤْتُوٓاْ أُوْلِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينَ وَٱلْمُهَـٰجِرِينَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُواْ وَلْيَصْفَحُوٓاْ ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾﴾[35]

اور تم میں بڑے درجے اور کشائش والے (مالدار)، قرابت داروں، مساکین اور اللہ کی راہ میں وطن چھوڑنے والوں، کو دینے سے قسم نہ کھائیں، چاہئے کہ وہ معاف کریں اور (ملامت کرنے سے) درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کردے، اور اللہ بخشنے والا، رحم والا ہے

حاصل بحث

قرآن کی سورۃ مذکورہ کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بہتان کے سلسلے میں لوگ مختلف تھے:

❶ جو براہ راست اس بہتان کو تراشنے والے تھے، وہ منافقین تھے ☜

- تہمت لگانے والے ہیں

﴿ ٱلَّذِينَ جَآءُو بِٱلْإِفْكِ عُصْبَةٌ[36] مِّنكُمْ ﴾

وہ لوگ جو (امّ المؤمنین سیدہ عائشہ □) پر بدنامی کی تہمت لگا چکے ہیں، وہ تم میں سے ایک مضبوط گروہ ہے

- اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں

﴿ فَأُوْلَـٰٓئِكَ عِندَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْكَـٰذِبُونَ ﴾۔

یہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں

- بے حیائی پھیلانے والے، دارین میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔

﴿ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَـٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ ۚ ﴾

وہ لوگ جو یہ پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان میں بدکاری (بے حیائی) پھیلے، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے

- شیطان کے پیروکار ہیں

﴿ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَـٰنِ ۚ ﴾

شیطان کی قدموں پر مت چلو

- ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَـٰتِ ٱلْغَـٰفِلَـٰتِ ٱلْمُؤْمِنَـٰتِ لُعِنُواْ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ یہ ملعون ہیں اور اور دنیا و آخرے میں عذابِ عظیم کے مستحق ہیں

❷ وہ اہل ایمان جنہوں نے اس پروپگنڈے سے متاثر ہوکر اسکے خلاف رد عمل نہیں دیا اور نادانستہ طور پر کچھ مجالس میں بطور

خبر (نہ کہ بطور تشہیر) اس بات کا تذکرہ کیا جیسا کہ آیت:

- اللہ کے فضل سے ہی تمہارا عذاب عظیم سے بچنا ممکن ہوا

﴿ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِى مَآ أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾

اور اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی، تو تم کو اس فعل کی وجہ سے جس میں تم مشغول ہو گئے تھے بہت بڑا عذاب پہنچ گیا ہوتا

- سیدۃ عائشہ کے بارے میں صرف ایسا تذکرہ اگرچہ نادانستہ ہو، یہ انتہائی بھاری کلمات تھے

﴿ إِذْ تَلَقَّوْنَهُۥ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُۥ وَهُوَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمٌ ﴾

جب تم اس کو اپنی زبانوں پر لینے لگے، اور اپنے منہ سے وہ کچھ بولنے لگے، جس کا تم کو کوئی علم (دلیل) نہیں تھا، اور تم اس کو ہلکی (معمولی) بات سمجھتے تھے، اور وہ اللہ کے نزدیک بہت ہی بڑی بات تھی

- یہ عمل ایمان کے منافی ہے

﴿ يَعِظُكُمُ ٱللَّهُ أَن تَعُودُوا۟ لِمِثْلِهِۦٓ أَبَدًا ﴾ سے ظاہر ہوتا ہے۔

اللہ تم کو (نصیحت کرتے ہوئے) منع کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو پھر کبھی بھی ایسا کام مت کرو

❸ وہ صحابہ جو بالکل خاموش رہے اور انہوں اس خبر کے خلاف یا مثبت کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا

- اس مہم کے خلاف مضبوط رد عمل دینا چاہئے تھا

﴿ وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَٰنٌ عَظِيمٌ ﴾

۱۵ اور جب تم نے اس کو سنا تھا، تو کیوں نہ کہا کہ، ہمارے لئے جائز نہیں کہ یہ بات مُنہ پر لائیں، اللہ پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے

❹ جنہوں یہ بہتان تراشیاں سن کر سخت رد عمل کا اظہار کیا اور اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ کی پاکدامنی کا اعلان کیا اور در حقیقت قرآن کا اہل ایمان سے ایسے مواقع پر یہی مطالبہ ہے:

- اگرچہ تم ابھی انتہائی غمگیں ہو لیکن اس سے اللہ خیر بر آمد کرے گا

﴿ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ ﴾

تم اس (واقعہ افک) کو اپنے حق میں برا مت سمجھو، بلکہ یہ تمھارے لئے (انجام کے اعتبار سے) بہتر ہے

- انہوں یہ بہتان سنتے ہی اس کا ہنگامی ردِ عمل (Emergency response) کامل وثوق سے دیا

﴿ سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَٰنٌ عَظِيمٌ ﴾

اللہ پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے

% ابو ایوب سے روایت ہے کہ

" قالت له امرأته أم أيوب:أما تسمع ما يقول الناس في عائشة؟ قال: بلى، وذلك الكذب، أكنت فاعلة ذلك يا أم أيوب؟ قالت لا والله ما كنت لأفعله، قال : فعائشة والله خير منك"[37]

ابو ایوب[38](خالد بن زید) سے اس کی بیوی ام ایوب[39] نے کہا، کیا آپ نے وہ سنا ہے جو لوگ عائشہ کے بارے میں کہتے ہیں ؟ اس نے کہا، ہاں اور یہ سب جھوٹ ہے، اے ام ایوب کیا تو ایسا کر سکتی ہے، اس نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کر سکتی، تو ابو ایوب نے کہا 'اللہ کی قسم عائشہ تو تجھ بہت بہتر ہے۔

% سیدنا **اسامہ** بن زید □ [40] نے فرمایا آپ کا اہل ہے اور ہم ان کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتے **"أهلك ، ولانعلم إلا خيرا"**[41]

% سیدنا عمر □ نے آپ کے مشورہ طلب کرنے پر پوچھا **"من زوجكها يا رسول الله قال الله قال أفتظن ان ربك دلس عليك فيها سبحانك هذا بهتان عظيم فنزلت**[42]" یا رسول اللہ □ کس نے عائشہ کا نکاح آپ سے کروایا؟ فرمایا "اللہ نے "عمر نے کہا آپ کا خیال ہے کہ آپ کے رب نے آپ سے اس معاملے میں دھوکہ کیا؟ **سبحانك هذا بهتان عظيم** اللہ پاک ہے اور (سیدہ عائشہ پر) یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

واقعہ افک سے واضح ہونے والے امور:

❶ کوئی بہتان لگائے تو پریشان ہونے کے بجائے استقامت سے کام لینا چاہئے کیونکہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں ،اور درجات بلند ہوتے ہیں ﴿لَهُم مَّغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ﴾

❷ نیک بندگان پر جو مصائب و مشکلات آتی ہیں ان میں ان کے لئے خیر کا پہلو ہوتا ہے ﴿ بَلۡ هُوَ خَيۡرٞ لَّكُمۡۚ ﴾

❸ واقعہ افک کے ذریعے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ □ کی انتہائی فضیلت کا اظہار ہوا اور تا قیامِ قیامت ان کی عفت پاکدامنی، عظمتِ شان کو قرآن کریم کے اوراق کی صورت میں محفوظ کر لیا گیا اسی طرح حدِّ زنا اور حدِّ قذف کے احکام نازل ہوئے۔[43]

❹ سیدہ عائشہ پر انگلی اٹھانے والوں پر دفعات لگائے گئے

⇦ یہ کھلے جھوٹے ہیں ﴿ جَآءُو بِٱلۡإِفۡكِ﴾

⇦ یہ شر پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ﴿ شَرّٗا ﴾

⇦ ان کے لئے بڑا عذاب ہے ﴿ لِكُلِّ ٱمۡرِيٕٖ مِّنۡهُم مَّا ٱكۡتَسَبَ مِنَ ٱلۡإِثۡمِۚ ﴾

⇦ اُمہات المؤمنین اہل ایمان کو جان سے پیاری ہیں ﴿ لَا تَحۡسَبُوهُ شَرّٗا لَّكُمۖ ﴾

⇦ سیدہ عائشہ کی طرف بری نسبت افک مبین ہے ﴿ هَٰذَآ إِفۡكٞ مُّبِينٞ﴾

⇦ امّ المؤمنین پر بہتان لگانے والے جھوٹے ہیں ﴿ فَأُوْلَٰٓئِكَ عِندَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلۡكَٰذِبُونَ﴾

⇦ خانوادہ رسول □ پر الزام لگانے والا عظیم عذاب کا مستحق ہے
﴿ لَهُۥ عَذَابٌ عَظِيمٞ﴾

﴿ لَمَسَّكُمْ فِي مَآ أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾
﴿ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

⇦ اہل بیت پر الزام اللہ کے نزیک عظیم گناہ ہے﴿ وَهُوَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمٌ﴾

⇦ یہ بہتان عظیم ہے﴿ هَٰذَا بُهۡتَٰنٌ عَظِيمٌ﴾

⇦ مستقبل میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ □ پر الزام اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے﴿ يَعِظُكُمُ ٱللَّهُ أَن تَعُودُواْ لِمِثۡلِهِۦٓ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ﴾

⇦ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ وبقیہ امہات المؤمنین پر الزام اور برائی کی نسبت واضح بے حیائی ہے[44] اور پھیلانے والے دردناک عذاب کے مستحق ہیں﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلۡفَٰحِشَةُ فِي ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِۚ ...الاية﴾

⇦ یہ شیطان کی پیروی ہے﴿ لَا تَتَّبِعُواْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيۡطَٰنِۚ﴾

⇦ اس قسم کا بہتان لگانے والے ملعون ہیں﴿ لُعِنُواْ فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِ﴾

⇦ اُمہات المؤمنین کا مقام و مرتبہ جاننا ہے تو رسول اللہ □ کے ساتھ اُن کی نسبت کو دیکھ لیا جائے، ان پر بہتان ،در حقیقت شان رسالت پر الزام ہے کیونکہ﴿ وَٱلطَّيِّبَٰتُ لِلطَّيِّبِينَ وَٱلطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَٰتِۚ﴾

⇦ آپ ﷺ نے اپنے عمل سے واضح فرمایا کہ ایسے مواقع پر جبکہ آپ پر یا آپ کے خاندان پر کوئی انتہائی گھٹیا الزام لگایا جارہا ہو، ایسے موقعہ پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔

⇦ اپنے جذبات اور احسات کو احکام الٰہیہ کے تابع رکھنا، اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا

⇦ عفو ودرگزر کی صفت کو اپنانا

⇦ ملزم کا صفائی کا موقعی دینا

⇦ نہ صرف ام المؤمنین سیدہ عفیفہ طیبہ عائشہ □ ہی اس قسم کے بے ہودہ الزامات اور بہتان سے مبرا ہے بلکہ ان کے غم میں شریک ہونے والے بھی اس قسم کے الزامات سے پاک ہیں اور مغفرت کے مستحق ہیں﴿ أُوْلَٰٓئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَۖ لَهُم مَّغۡفِرَةٌ وَرِزۡقٌ كَرِيمٌ﴾[45]

② سیرت النبی اور معاشرتی آداب

جہاں ایک طرف ہمیں حالت جنگ میں نبی کریم ﷺ کی زندگی سے رہنمائی ملتی ہے وہیں دوسری طرف حالتِ امن میں بھی نبی کریم ﷺ کی زندگی سے مکمل رہنمائی ملتی ہے اور کیوں نہ ملے جبکہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿لَّقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرۡجُواْ ٱللَّهَ وَٱلۡيَوۡمَ ٱلۡأٓخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرًا﴾ [46]

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں بہترین نمونہ حیات (Rolemodel) ہے، اس کے لئے جو اللہ اور یوم الآخرت ہر ایمان (عقیدہ) رکھتا ہے اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتا ہے

نبی کریم ﷺ کی معاشرتی زندگی کی جھلک ہمیں سورۃ النور میں ملتی ہے جو کہ حیاء پر مبنی معاشرتی اقدار کی منظر کشی پیش کرتی ہے، یہ وہ اقدار ہیں جو اہل ایمان کے معاشرے کو دوسرے معاشروں سے ممتاز کرتی ہیں اور انہیں اعلیٰ اخلاقیات کا حامل معاشرہ بناتے ہیں۔اس میں مذکور امور درج ذیل ہیں:

سورۃ النور آیت (27تا34) میں نو آداب معاشرت بیان کئے گئے ہیں، اگر ان آداب کو معاشرہ میں فروغ دیا جائے تو یقینی طور پر اعلیٰ اخلاق کا حامل معاشرہ وقوع پذیر ہو سکتا ہے ان آداب کا مختصراً بیان کیا جاتا ہے

❶ دوسروں کے گھر داخل ہونے کے لئے اجازت لازم ہے

ایک دوسرے کے گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونا ضروری ہے بغیر اجازت داخل ہونا حرام ہے، اس میں فساد کا اندیشہ ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدۡخُلُواْ بُيُوتًا غَيۡرَ بُيُوتِكُمۡ حَتَّىٰ تَسۡتَأۡنِسُواْ وَتُسَلِّمُواْ عَلَىٰٓ أَهۡلِهَاۚ﴾

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل مت ہوں جب تک کہ اجازت کے ذریعے اپنا تعارف نہ کراؤ، اور گھر والوں کو سلام نہ کرو

❷ اہل ایمان مرد اپنی نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کریں

﴿قُل لِّلۡمُؤۡمِنِينَ يَغُضُّواْ مِنۡ أَبۡصَـٰرِهِمۡ وَيَحۡفَظُواْ فُرُوجَهُمۡۚ ذَٰلِكَ أَزۡكَىٰ لَهُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرُۢ بِمَا يَصۡنَعُونَ ٣٠﴾

ایمان والوں سے کہدے! کہ اپنی نظریں پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ طریقہ ان کو پاک رکھنے والا ہے، جو کام وہ کرتے ہیں اللہ ان سے خبردار ہے

❸ اہل ایمان خواتین اپنی نگاہوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں

﴿وَقُل لِّلۡمُؤۡمِنَـٰتِ يَغۡضُضۡنَ مِنۡ أَبۡصَـٰرِهِنَّ وَيَحۡفَظۡنَ فُرُوجَهُنَّ﴾

اور اہل ایمان عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی نظریں پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں

❹ اہل ایمان خواتین اپنی زینت کا اظہار نہ کریں

﴿وَلَا يُبۡدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَاۖ﴾

اور اپنا سنگار نہ دکھائیں مگر جو (بے اختیار مجبوراً) اس سے ظاہر ہو

❺ اہل ایمان عورتیں سر اور گریبان چھپائیں

﴿وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّۖ وَلَا يُبۡدِينَ زِينَتَهُنَّ--- ﴾

اور اپنے گریبان پر اپنی اوڑھنیاں ڈالیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں

❻ چلنے اور رفتار کے آداب

﴿وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِأَرۡجُلِهِنَّ لِيُعۡلَمَ مَا يُخۡفِينَ مِن زِينَتِهِنَّۚ ﴾

اور زمین پر اپنے پاؤں نہ ماریں کہ چھپی ہوئی زینت معلوم ہو جائے

❼ غیر شادی شدہ نوجوان بچیوں اور غلاموں کے شادی کا انتظام کرو

﴿وَأَنكِحُواْ ٱلۡأَيَٰمَىٰ مِنكُمۡ وَٱلصَّٰلِحِينَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَإِمَآئِكُمۡۚ﴾

اور اپنے رانڈوں اور نیکوکار (موحدین) غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کر دو

❽ اپنے غلاموں کے ساتھ عقد کتابت کرو

﴿وَٱلَّذِينَ يَبۡتَغُونَ ٱلۡكِتَٰبَ مِمَّا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡ فَكَاتِبُوهُمۡ إِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِيهِمۡ خَيۡرٗاۖ﴾

اور وہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک (غلام) ہیں، اگر تم سے مکاتبت چاہیں، تو اگر ان میں کچھ خیر (ایمان) جانو، تو ان کو مکاتب بناؤ

❾ اپنے بچوں بچیوں کو گناہ پر مجبور مت کرو

﴿وَلَا تُكۡرِهُواْ فَتَيَٰتِكُمۡ عَلَى ٱلۡبِغَآءِ إِنۡ أَرَدۡنَ تَحَصُّنٗا﴾

اور اپنی بچیوں پر بدکاری (نکاح نہ کرنے) کے لئے زبردستی مت کرو، جبکہ وہ پاکدامنی (نکاح) چاہتی ہوں

حاصل بحث

سورۃ النور کی آیات درج بالا میں مذکور احکام پر اگر سرسری نگاہ بھی ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی اور آپ کا ترتیب دیا گیا معاشرہ، کن اعلیٰ اخلاقیات پر مبنی تھا۔ جہاں اہل ایمان ایک دوسرے کی Privacy کا خیال رکھتے ہیں، ایک دوسرے کی سلامتی کو یقینی بنانے کی کوشش کرتے ہیں، جہاں دوسروں کو تنگی ومشقت میں نہیں ڈالا جاتا، اہل ایمان گھرانوں کی عزت اور ان کا احترام کیا جاتا ہے، جہاں ایک طرف اہل ایمان مردوں کی جانب سے اہل ایمان خواتین کی عزتوں کی حفاظت کی ضمانت ملتی ہے تو دوسری طرف خواتین بھی بے راہ روی کا سبب نہیں بنتی، بلکہ اپنی عزت و وقار کو برقرار رکھتی ہیں۔ اسی طرح ان عمومی اقدامات کے علاوہ کچھ خصوصی اقدامات بھی کئے جاتے ہیں جیسا کہ بالغ غیر شادی شدہ بچوں، بچیوں کے فوری نکاح کا انتظام، اور اپنے بچوں کو بے راہ روی کا سبب بننے والے چیزوں او اعمال سے بچانا۔ یہ وہ اعلیٰ اخلاقی اقدار ہیں جن پر عمل کر کے ہم ایک مثالی اخلاقہ معاشرہ قائم کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں صحابہ کرام کے عمل و کردار سے ثابت فرمایا۔

③ سیرتِ سول اللہ ﷺ اور عدالت (رسول اللہ ﷺ بحیثیتِ قاضی)

سورۃ النور میں ہمیں نبی کریم ﷺ کی عدالتی نظام اور ان کے حکم کی اطاعت بحیثت امیر کی جھلک نظر آتی ہے جیسا کہ اس سورت کی ابتدا میں ہے زانی مرد و عورت کی حد، حد قذف، لعان---- کے سلسلے میں آیات کا نزول ہے:

عدالتی نظام اور آپ کی سنت و سیرت

بحیثیت ایک قاضی آپ کی سنت کی جھلک سورۃ النور میں ہمیں حد زنا، حد قذف اور لعان میں کے قانونمیں ملتی ہے

حد زنا:

زنا اسلامی معاشرہ اور شریعت میں بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے سد باب کے لئے سزائیں متعین کی گئی ہے سیرت نبوی میں اس قانون کے اجراء پر ہمیں بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ریاستِ مدینہ کے قیام کے بعد اس جرم پر حد جاری کر کے بطور قاضی عملی مثالیں قائم فرمائیں آپ ﷺ نے غیر شادی شدہ مرد و عورت کے لئے قرآنی قانون کی روشنی میں سو (100) کوڑے اور شادی شدہ مرد کے لئے رجم کی سزا جاری فرمائی۔ غیر شادی شدہ مرد و عورت کے لئے قرآنی قانون سورۃ النور میں ہے اور شادی شدہ مرد کے لئے رجم کی سزا کا ذکر احادیث اور سنت عملی میں موجود ہے۔

قانونِ حد زنا: قرآنی حکم

ارشاد باری ہے:

﴿ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِي فَٱجۡلِدُواْ كُلَّ وَٰحِدٖ مِّنۡهُمَا مِاْئَةَ جَلۡدَةٖۖ وَلَا تَأۡخُذۡكُم بِهِمَا رَأۡفَةٞ فِي دِينِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۖ وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٞ مِّنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ۝٢﴾[47]

زانی عورت اور زانی مرد، پس ان میں سے ہر ایک کو سو سو (۱۰۰) کوڑے مارو، اور اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو تم کو ان پر اللہ کے دین (حکم) کو جاری کرنے میں کوئی ترس نہ آئے، اور ان دونوں کی سزا میں (سزا کے دوران) اہل ایمان کا ایک گروہ حاضر ہو۔

عہد نبوی میں واقعات زنا اور سنت نبوی

آپ ﷺ نے اپنی سنت مطہرہ کے ذریعے عملاً سے اس قانون کا اجراء فرمایا

❶ ماعز بن مالک کا واقعہ

عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال:" لما اتى ماعز بن مالك النبي صلى الله عليه وسلم، قال له:" لعلك قبلت، او غمزت، او نظرت، قال: لا يا رسول الله، قال: انكتها" لا يكني، قال: فعند ذلك امر برجمه[48].

ابن عباس نے بیان کیا کہ جب ماعز بن مالک نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ غالباً تو نے بوسہ لیا ہو گا یا اشارہ کیا ہو گا یا دیکھا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا کیا پھر تو نے ہمبستری ہی کر لی ہے؟ اس مرتبہ آپ نے کنایہ سے کام نہیں لیا۔ بیان کیا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے انہیں رجم کا حکم دیا

مسلم کی روایت ہے:

"عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم، قال لماعز بن مالك:"احق ما بلغني عنك؟، قال: وما بلغك عني؟، قال: بلغني انك وقعت بجارية آل فلان، قال: نعم، قال: فشهد اربع شهادات ثم امر به فرجم"[49]

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چار بار (واپس کرنے اور اس کے اصرار کے بعد) ماعز بن مالک سے پوچھا "کیا وہ بات سچ ہے جو مجھے تمہارے بارے میں پہنچی ہے؟ "انہوں نے کہا: میرے بارے میں آپ کو کیا بات پہنچی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا" : مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے فلاں خاندان کی لونڈی سے زنا کیا ہے۔ "انہوں نے کہا: جی ہاں کہا: تو انہوں نے (اپنے خلاف) چار گواہیاں دیں، پھر آپ نے ان (کو رجم کرنے) کے بارے میں حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا

دوسری روایت میں اس کے چار مرتبہ اقرار اور آپ ﷺ کے پر بار اس سے اعراض اور صرف نظر کا بھی ذکر ہے [50]

❷ سیرت وسنت نبوی ﷺ اور غامدیہ عورت کا واقعہ

ایک غامدی خاتوں آپ ﷺ کے پاس آئی اور اعتراف گناہ کیا، جبکہ وہ حاملہ تھی، آپ ﷺ نے بچے کی پیدائش اور مدت رضاعت کی تکمیل تک اس کی سزا کو مؤخر فرمایا، اس کے بعد وہ آئی تو آپ ﷺ حد جاری فرمایا

"عبد الله بن بريدة عن أبيه قال: جاءت الغامدية فقالت: يا (نبي) الله إني قد زنيت وإني أريد أن تطهرني، وأنه ردها، فلما كان الغد قالت: يا نبي الله (لم) تردني، (فلعلك) أن (ترددني) كما رددت ماعز بن مالك، فوالله إني لحبلى، قال: "أما لا، فاذهبي حتى تلدي"، فلما ولدت أتته بالصبي في خرقة، قالت: هذا قد ولدته، قال: "اذهبي فأرضعيه حتى تفطميه"، (فلما فطمته) أتته بالصبي وفي يده كسرة خبز فقالت: هذا، يا نبي الله قد فطمته، وقد أكل الطعام، فدفع الصبي إلى رجل من المسلمين، ثم أمر بها (فحفر لها) إلى صدرها، وأمر الناس فرجموا، فأقبل خالد بن الوليد بحجر (فرمى) رأسها (فانتضخ الدم) على وجه خالد بن الوليد، فسمع نبي الله صلى الله عليه وسلم سبه إياها، فقال: "مهلاً يا خالد ابن الوليد، فوالذي نفسي بيده لقد تابت توبة لو تابها صاحب مكس لغفر له"، ثم أمر بها فصلى عليها ودفنت"[51]

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ غامدیہ عورت آئی اور کہنے لگی: "اے اللہ کے نبی! میں نے زنا کیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ ﷺ نے اسے واپس بھیج دیا، پھر دوسرے دن وہ دوبارہ آئی اور کہنے لگی": اے اللہ کے نبی! آپ نے کیوں مجھے واپس لوٹا دیا؟ شاید آپ مجھے بھی (واپس) لوٹا دیا تھا جیسے ماعز بن مالک کو لوٹا دیا تھا، اللہ کی قسم! میں حاملہ ہوں۔ "آپ ﷺ نے فرمایا" اچھا ابھی نہیں، جاؤ، یہاں تک کہ بچہ پیدا کر لو" جب اس نے بچہ پیدا کر لیا، تو نبی ﷺ کی خدمت میں (بچے کو) ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے لے لائی اور کہا"" یہ میں نے بچہ جنم دیا ہے "آپ ﷺ نے فرمایا" : جاؤ اور اسے دودھ پلا کر اس کا دودھ چھوٹ جائے "جب اس نے بچے کو دودھ چھڑا دیا تو نبی ﷺ کی خدمت میں بچے کے ساتھ حاضر ہوئی اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، اس نے کہا": اے اللہ کے نبی! میں نے اس کا دودھ چھڑا لیا ہے اور کھانا کھانے لگا ہے۔ "تو نبی ﷺ نے بچے کو مسلمانوں میں سے ایک شخص کے حوالے کر دیا، پھر اس عورت کے لیے اس کے سینے تک گڑھا کھودا گیا، اور آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا، تو انہوں نے اسے رجم (سنگسار) کیا۔ خالد بن ولید نے ایک پتھر مارا جس سے اس (عورت) کے سر سے خون کا فوارہ نکلا اور خالد بن ولید کے چہرے پر لگا، (یہ دیکھ کر) خالد اسے برا بھلا کہہ رہے ہیں نبی ﷺ نے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا، "رک جاؤ خالد! قسم ہے اُس ذات کی جس

کے قبضہ میں میری جان ہے، اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر یہ توبہ ٹیکس (محصولات) لینے والے شخص نے کی ہوتی، تو اللہ اسے بھی معاف فرما دیتا۔" پھر آپ ﷺ نے اس عورت کا جنازہ پڑھایا اور اسے دفن کیا گیا۔

❸ لعان[52] اور سیرت النبی ﷺ

نبی کریم ﷺ کی سیرت و سنت کی بحیثیتِ قاضی (Judge) کے لعان کے کے موقعہ پر بھی ملتی ہے کہ ایسے موقعہ آپ ﷺ کا اسوہ اور سنت کیا تھی۔ بخاری میں عبد اللہ بن عباس کی روایت ہے

أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:(الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ). فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: (الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ). فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ، فَلَيُنْزِلَنَّ اللَّهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ: {وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ – فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ – إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ}. فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ، وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ:"إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ" ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوهَا وَقَالُوا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ، ثُمَّ قَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ، فَمَضَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:(أَبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ). فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: (لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ).[53]

عبد اللہ ابن عباس نے سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اس کے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی" انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر کو مبتلا دیکھتا ہے تو کیا وہ ایسی حالت میں گواہ تلاش کرنے جائے گا؟" لیکن آپ ﷺ یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی۔ اس پر ہلال نے عرض کیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی ایسی آیت نازل فرمائے گا۔ جس کے ذریعہ میرے اوپر سے حد دور ہو جائے گی۔ اتنے میں جبرائیل تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ سے ﴿إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ تو نبی کریم ﷺ نے ہلال کو آدمی بھیج کر بلوایا وہ آئے اور آیت کے مطابق چار مرتبہ قسم کھائی۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا وہ توبہ کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے بھی قسم کھائی، جب وہ پانچویں پر پہنچیں تو لوگوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ اگر تم جھوٹی ہو تو اس سے تم پر اللہ کا عذاب ضرور نازل ہو گا۔ ابن عباس نے بیان کیا کہ اس پر وہ ہچکچائیں ہم نے سمجھا کہ اب وہ اپنا بیان واپس لے لیں گی۔ لیکن یہ کہتے

ہوئے کہ زندگی بھر کے لیے میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ پانچویں بار قسم کھائی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دیکھنا اگر بچہ خوب سیاہ آنکھوں والا، بھاری سرین اور بھری بھری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو پھر وہ شریک بن سحماء ہی کا ہو گا، چنانچہ جب پیدا ہوا تو وہ اسی شکل و صورت کا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اسے رجمی سزا دیتا

امام طبری نے اس کے شان نزول ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ :

انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ ٱلۡمُحۡصَنَٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَأۡتُواْ بِأَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَٱجۡلِدُوهُمۡ ثَمَٰنِينَ جَلۡدَةً وَلَا تَقۡبَلُواْ لَهُمۡ شَهَٰدَةً أَبَدًاۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ﴾[54] اور تو سعد بن عبادہ (انصاری سردار) نے کہا": یارسول اللہ! کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے؟ اگر میں کسی شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ (برے حال میں) دیکھ لوں، تو کیا میرے لئے جائز نہیں کہ میں اسے کوئی نقصان پہنچاؤں یا اس پر ہاتھ اٹھاؤں جب تک کہ میں چار گواہ پیش نہ کر دوں؟ اللہ کی قسم! میں تو چار گواہ لاتے لاتے وہ اپنا کام مکمل کر چکا ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے انصار کی جماعت! کیا تم اپنے سردار کی بات سن رہے ہو؟" انہوں نے کہا: "یارسول اللہ! ان پر الزام نہ لگائیں، وہ بہت غیرت مند آدمی ہیں، انہوں نے کبھی کنواری کے سوا کسی عورت سے نکاح نہیں کیا اور نہ ہی ان کی کسی مطلقہ عورت سے کبھی کسی نے شادی کرنے کی جرات کی۔" سعد نے کہا: "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ حق ہے، مگر میں اس بات پر حیران ہوں کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو مجھے یہ حق نہیں کہ میں اسے روکتا یا کوئی اقدام کرتا جب تک کہ میں چار گواہ پیش نہ کر دوں، اللہ کی قسم! میں تو چار گواہ لاتے لاتے وہ فارغ ہو چکا ہو گا۔" پھر زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ ہلال بن امیہ اپنے باغ سے واپس آئے اور اپنی بیوی کو ایک مرد کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے کانوں سے سنا، وہ خاموش رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا": یارسول اللہ! میں رات کو اپنے گھر آیا اور اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو دیکھا، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔" رسول اللہ ﷺ کو یہ بات سخت ناگوار گزری، اور ان کے چہرے پر ناپسندیدگی ظاہر ہو گئی۔ ہلال نے عرض کیا: "یارسول اللہ! میں آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی دیکھ رہا ہوں، حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں اور میں نے سچ کہا ہے، مجھے امید ہے کہ اللہ کوئی آسانی پیدا کرے گا۔" انصار نے آپس میں بات کی: "ہم اس مسئلے میں آزمائش میں ڈال دیے گئے جس کا ذکر سعد نے کیا تھا، کیا ہلال کو بھی اسی (80 کوڑوں) کی سزا دی جائے گی اور اس کی گواہی مسلمانوں میں ناقابل قبول ہو جائے گی؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلال کو سزا دینے کا ارادہ فرما ہی رہے تھے کہ اسی وقت اللہ کی طرف سے وحی نازل ہو گئی، صحابہ خاموش ہو گئے جب تک وحی مکمل نہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی ﴿وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ

أَزْوَٰجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّآ أَنفُسُهُمْ ﴾[55] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ہلال! خوش ہو جاؤ، اللہ نے تمہارے لیے آسانی پیدا کر دی ہے۔" ہلال نے کہا: "یا رسول اللہ! مجھے تو اللہ سے یہی امید تھی۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس عورت کو بلاؤ۔ وہ عورت آ گئی، جب دونوں آمنے سامنے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے پوچھا، اس نے اپنے اوپر الزام کی تردید کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے، کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنا چاہتا ہے؟" ہلال نے کہا: "یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں نے سچ کہا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان دونوں میں لعان (قسمیں کھانا) کرا دو" ہلال کو کہا گیا: "گواہی دو" ہلال نے چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ سچوں میں سے ہے۔ پانچویں بار کہا گیا: "اے ہلال! اللہ سے ڈرو، اللہ کا عذاب لوگوں کے عذاب سے زیادہ سخت ہے، یہ وہ گواہی ہے جو تم پر اللہ کا عذاب واجب کرے گی (اگر تم جھوٹے ہو)" ہلال نے کہا: "اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس پر عذاب نہیں دے گا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حد (کوڑے) نہیں دی۔" پھر اس نے پانچویں بار گواہی دی "اللہ کی لعنت ہو مجھ پر اگر میں جھوٹا ہوں" پھر عورت کو کہا گیا: "تم بھی گواہی دو۔" اس نے چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ ہلال جھوٹوں میں سے ہے۔ پانچویں بار اسے کہا گیا: "اللہ سے ڈرو، اللہ کا عذاب لوگوں کے عذاب سے زیادہ سخت ہے، یہ وہ گواہی ہے جو تم پر اللہ کا عذاب واجب کرے گی (اگر تم جھوٹی ہو)" عورت کچھ دیر رکی، پھر کہنے لگی: "میں اپنے خاندان کو بدنام نہیں کروں گی" پھر پانچویں بار گواہی دی "اللہ کا غضب مجھ پر ہو اگر وہ سچوں میں سے ہو" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان جدائی کروادی اور فیصلہ فرمایا کہ بچہ عورت کا ہے، وہ اپنے باپ سے منسوب نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس بچے کو بدکاری کا طعنہ دیا جائے گا۔[56]

حاصلِ بحث

قرآنی آیت وسنت مطہرہ سے سے معلوم ہوا کہ

- ⇦ احکام الٰہی کے مطابق فیصلہ دینا، اس سلسلے میں کسی کی رائے، (اس کے بالمقابل) کوئی عام معاشرتی سوچ کو درخور اعتناء نہ سمجھنا
- ⇦ قرآن کریم نے جو ہدایات معاشرتی برائیوں سے متعلق نازل کیں، آپ ﷺ نے ان کو عملاً جاری کیا ۔
- ⇦ آپ ﷺ نے مدعی اور مدعاعلیہا دونوں کو صفائی کا حق دیا۔
- ⇦ آپ ﷺ عملاً احکام الٰہیہ کا جاری فرما کر معاشرہ کو اخلاق قبیحہ سے پاک کرنے کا فریضہ سرانجام
- ⇦ اسلامی معاشرے کو باحیاء معاشرہ بنایا، اخلاقی اقدار (Moral Values) کے ذریعے بھی اور قانونی طور (Legally) پر بھی۔

② سورۃ الفرقان اور سیرت رسول ﷺ

سورۃالفرقان مکی سورۃ ہے ترتیبِ نزولی میں بیالیسویں(42)[57]اور ترتیبِ مصحفی میں پچیسویں(25)نمبر پر ہے ۔سورۃ الفرقان کا مطالعہ کرنے سے یہ بات وضح ہو جاتی ہے کہ اس سورت میں ،مقاصد مہمہ اربعہ یعنی توحید ،رسالت ،قرآن اور یوم الآخرۃ سچائی کا اثبات کیا گیا ہے ،ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے سیرت کے دعوتی انداز مشرکین کے اعتراضات ک انداز اور جوبات رسول کا بیان ہے اور آپ ﷺ مختلف اخلاقی اور معاشرتی اور معاشی اعتبار سے اعلیٰ صفات کاذکر کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے سیرت کے دعوتی پہلو

آپ ﷺ کی زندگی کائنات میں آنے اور زندگی بسر کرنے والے ہر فرد کے لئے اسوہ حسنہ ہے۔چاہے وہ فرد کسی بھی مقام پر کوئی بھی ذمہ داری یا کام سرانجام دے رہا ہو۔ایسے مصلحین اور داعیین کے لئے آپ نے بہترین مثال قائم فرمائی ہے۔سورۃ الفرقان میں یہ بتلایا گیا ہے جب کوئی مصلح اصلاح قوم کا بیڑا اٹھاتا ہے تو اُسے کس قسم کے رد عمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مصلح کے رد عمل کا انداز کیا ہونا چاہئے ؟جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوّٗا مِّنَ ٱلۡمُجۡرِمِينَۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيٗا وَنَصِيرٗا ٣١﴾

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرموں میں سے دشمن بنائے ہیں اور تیرا رب ہی ہدایت دینے والا اور مددگار،کافی ہے

مطلب یہ کہ مقابل آئیں گے سوالات اعتراضات ہونگے ،دشمن پیدا ہونگے لیکن اللہ مدد و نصرت اور اللہ کی رہنمائی اہل حق کے ساتھ ہو گی جیسا کہ آپ ﷺ کی اللہ نے رہنمائی اور نصرت فرمائی

اس سورت میں نبی کریم ﷺ کی سیرت ،خصوصی طور پر دعوتی میدان کے مختلف پہلوؤں میں کا جائزہ پیش گیا ہے سورۃ الفرقان کی آیات کے پس منظر ،سیرت نبوی ﷺ سے ان کا تعلق ،مکی زندگی کے حالات اور کفار مکہ کے اعتراضات کے جوابات بیان کئے گئے ہیں۔اس مسے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سورۃ الفرقان نبی کریم ﷺ کی دعوتی جدوجہد ،صبر ،اخلاق،اور قرآن کے معجزہ ہونے کی وضاحت کرتی ہے

رسول اللہ ﷺ کی دعوتی جہاد

آپ ﷺ کی پوری زندگی ایک مکمل جدجہد سے عبارت تھی۔نہ صرف ہجرت کے بعد بلکہ ابتداء نبوت سے آپ ﷺ کو مخالفین چاہے وہ یہود تھے یا منافقین و مشرکین ،سب کی طرف سے ایک منفی رد عمل کا سامنا کرنا پڑا۔آپ ﷺ نے حکم الٰہی سے ان سب کا احسن انداز سے مقابلہ فرمایا۔سورۃ الفرقان میں درج ذیل پہلوئے سیرت موجود ہیں کفار کی طرف سے (لفظ قَالَ اور قَالُواْ کے ساتھ)اعتراضات اور آپ ﷺ کا انداز

کفار اور مشرکین آپ کی ذات اور آپ ﷺ سے منسلک ہر چیز خصوصاً براہ راست آپ ﷺ پر اور آپ سے منسلک کلام (قرآن) پر اعتراض کیا کرتے تھے اور ان اعتراضات کسی عقلی استدلال (Logic) کا بھی لحاظ نہیں کیا کرتے تھے

آپ ﷺ پر اعتراضات

⇦ کفار آپ ﷺ کی بشریت ورسالت پر اعتراضات کرتے ہوئے کہتے تھے

﴿وَقَالُواْ مَالِ هَٰذَا ٱلرَّسُولِ يَأۡكُلُ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشِي فِي ٱلۡأَسۡوَاقِ لَوۡلَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مَلَكٞ فَيَكُونَ مَعَهُۥ نَذِيرًا﴾

اور یہ کہتے ہیں کہ "یہ کیسا رسول ہے جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہ بھیجا گیا اس کے پاس کوئی ملک (فرشتہ) جو اس کے سنگت میں ڈرانے والا ہوتا؟

⇦ آپ کی حیثیت دنیوی پر اعتراض

﴿أَوۡ يُلۡقَىٰٓ إِلَيۡهِ كَنزٌ أَوۡ تَكُونُ لَهُۥ جَنَّةٞ يَأۡكُلُ مِنۡهَاۚ﴾

یا کیوں نہ اس پر کوئی خزانہ اتارا جاتا، یا کیوں نہیں اس کا کوئی باغ، جس سے وہ کھایا کرتا

⇦ آپ ﷺ کا ذہنی صلاحیتوں پر اعتراض

﴿وَقَالَ ٱلظَّٰلِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلٗا مَّسۡحُورًا﴾

اور ظالم کہتے ہیں کہ تم فرمانبرداری نہیں کرتے مگر ایسے شخص کی جو سحر سے پاگل ہو چکا ہے

آپ ﷺ سے منسلک کلام یعنی قرآن کریم پر اعتراضات

قرآن کریم پر اعتراض درحقیقت بالواسطہ رسول اللہ پر اعتراض تھا کیونکہ قرآن آپ ﷺ کے ذریعے ہی انسانیت تک پہنچا اور آپ ہی کے واسطے سے لوگ قرآن سے متعارف ہوئے قرآن پر درج ذیل اعتراضات کئے گئے:

⇦ خود ساختہ کلام

﴿وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِنۡ هَٰذَآ إِلَّآ إِفۡكٌ ٱفۡتَرَىٰهُ وَأَعَانَهُۥ عَلَيۡهِ قَوۡمٌ ءَاخَرُونَۖ فَقَدۡ جَآءُو ظُلۡمٗا وَزُورٗا﴾

اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہتے ہیں "نہیں ہے یہ (قرآن) مگر جھوٹ (منگھڑت) جسے اس (نبی □) نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے، پس یقیناً یہ بڑے ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں

⇦ خود ساختہ کہانیاں

﴿وَقَالُوٓاْ أَسَٰطِيرُ ٱلۡأَوَّلِينَ ٱكۡتَتَبَهَا فَهِيَ تُمۡلَىٰ عَلَيۡهِ بُكۡرَةٗ وَأَصِيلٗا ۝﴾

اور کہتے ہیں یہ پچھلے لوگوں کی منگھڑت کہانیاں ہیں، جو اس (رسول ﷺ) نے لکھوائی ہیں، اور صبح وشام اِس پر اُن کی املاء (سنائی جاتی) کی جاتی ہے

⇦ نجماً نجماً نزول

﴿وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَيۡهِ ٱلۡقُرۡءَانُ جُمۡلَةً وَٰحِدَةً﴾

اور کافر کہتے ہیں "اس پر سارا قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نازل نہیں ہوتا؟

قرآن کریم کی مذکورہ آیات اور اسی کی مثل قرآن کو سورتوں میں پھیلی ہوئی دوسری بہت سی آیات، جن میں مقام دعوت میں منکرین کا رویہ بیان کیا گیا ہے ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے مقابل کون سے اور کس خاصیت کے لوگ تھے کہ جن کو عقل و فکر سے کوئی سروکار نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ کی دشمنی اور بغض وعداوت میں بلکل اندھے تھے

❋ مثلاً آپ ﷺ کے بارے میں یہ کہنا کہ آپ کھانا کیوں کھاتے ہیں، یا بازاروں میں کیوں گھومتے پھرتے ہیں، یا آپ ﷺ کے ساتھ ہر وقت کوئی فرشتہ ہونا چاہئے جو آپ کی ہر بات پر تائید بھی کرے۔

❋ یا دنیوی اعتبار سے آپ انتہائی مالدار اور صاحب حیثیت کیوں نہیں، آپ خزانوں کے مالک ہوتے، آپ کے مختلف قسم کے باغات ہوتے تو ہم مان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

❋ یا آپ ذہنی طور پر قابل اعتماد ہوتے آپ تو خود (معاذ اللہ) مجنون یا مسحور ہیں تو آپ کی بات کیسے تسلیم کریں

اسی طرح قرآن سے متعلق اعتراضات کہ

❋ یہ جو کلام آپ ﷺ پیش کر رہے ہیں یہ آپ اور آپ کے ساتھ کچھ لوگوں کا جھوٹ پر مبنی اور منگھڑت کلام ہے۔

❋ یہ آپ کے مطالبے پر آپ پر املاء کی جانے والی پرانے افسانوں کی کتاب ہے۔

❋ یہ کلام ٹکڑوں میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ آپ خود ہی سوچ و فکر کر کے بناتے ہیں۔

ان اعتراضات کو اگر دیکھا جائے تو کہیں بھی عقل استدلال پر مبنی کوئی اعتراض نہیں ہے ورنہ قرآن کے مضمون ، عبارت، پیشینگوئیوں، قرآن کے طرز استدلال، قرآن کریم کی دی جانے والی اخبار پر اعتراض کیا جاتا لیکن ایسا ہمیں سیرت و تاریخ میں کہیں نہیں ملتا۔ لیکن اس باوجود آپ ﷺ نے صبر تحمل، استقامت اور دعوت میدان میں ثابت قدمی اور اصلاح خلق کی جذبے اور اصلاح عقائد کی جو مثال اپنی سیرت سے قائم کی، وہ ہر مصلح اور داعی کے مشعل راہ ہے۔

آپ ﷺ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات

⇦ رسول ﷺ کی بشریت اور رسالت پر اعتراض کا جواب دیا کہ

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّآ إِنَّهُمۡ لَيَأۡكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشُونَ فِي ٱلۡأَسۡوَاقِۗ وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٖ فِتۡنَةً أَتَصۡبِرُونَۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرٗا ﴿٢٠﴾﴾

اور ہم نے آپ سے پہلے انبیآء (□) نہیں بھیجے مگر یقیناً وہ سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے، اور ہم نے تم کو ایک دوسرے کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے

⇦ آپ کی حیثیت دنیوی پر اعتراض کا جواب دیا:

﴿تَبَارَكَ ٱلَّذِىٓ إِن شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ﴿١٠﴾﴾

برکت والا ہے وہ (اللہ) جو اگر چاہے تو تمہیں ان سب سے کہیں بہتر باغات عطا کر دے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں اور تمہیں بہت سے محلات کا مالک بنا دے

⇦ آپ ﷺ کا ذہنی صلاحیتوں پر اعتراض کا جواب

▲ ﴿وَقَالَ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ اور ظالم کہتے ہیں۔ اشارہ ہے کہ ان کے یہ اعتراضات اور پروپگنڈے انتہائی ظلم پر مبنی ہیں

▲ ﴿ٱنظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا۟ لَكَ ٱلْأَمْثَٰلَ فَضَلُّوا۟ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا﴾

دیکھئے! یہ آپ کے لئے کیسی (بری) صفات بیان کرتے ہیں پس یہ گمراہ ہو چکے ہیں پس راستے پر آنا ان کے بس سے باہر ہے۔

ان کے پیغمبر ﷺ پر بے سروپا اور اندھے اعتراض ایسی گمراہی کا سبب ہے جس سے ہدایت کی امید نہیں کی سکتی۔

قرآن کی حقانیت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات

⇦ خود ساختہ کلام ہونے کے جواب میں فرمایا

﴿فَقَدْ جَآءُو ظُلْمًا وَزُورًا﴾ "پس یقیناً یہ بڑے ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں" یعنی کو ظلم قرار دیا کیونکہ سچی کتاب کو 'جھوٹ' اور 'افتراء' کہنا واقعی ظلم ہے، اس کا تحقیقی جواب اس لئے بھی نہیں دیا گیا کیونکہ اس اعتراض کا کوئی اصل نہیں بلکہ دعویٰ نبوت سے پہلی تو یہ لوگ خود آپ ﷺ کو صادق اور امین پکارتے تھے۔

⇦ خود ساختہ کہانیوں کے جواب میں فرمایا

﴿قُلْ أَنزَلَهُ ٱلَّذِى يَعْلَمُ ٱلسِّرَّ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٦﴾﴾

آپ کہہ دیں کہ یہ قرآن اس ذات نے نازل کیا ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہر بھید جانتا ہے یقیناً اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

⇦ نجماً نجماً نزول کے سوال کے جواب مین فرمایا:

﴿كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِۦ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَٰهُ تَرْتِيلًا﴾

اسی طرح (ہم نے نازل کیا) تاکہ اس کے ذریعے ہم تمہارا دل مضبوط رکھیں، اور ہم نے اس کی، کھول کھول کے وضاحت کی ہے

ان پے درپے اتراضات سے اندازہ لگیا جا سکتا ہے کہ مقام دعوت میں نبی کریم ﷺ کو کس ودم کے حالات سے سے گزرنا پڑا اور کس قسم کے لوگ آپ کے دعوت حق کے مقابلے میں تھے اور آپ ﷺ نے صبر واستقامت (and perseverance Patience) کی مثال قائم کی، آپ ﷺ نے ان کے جوانات

میں وحی پر ہی اکتفا کیا، جس سے ہمیں یہ سبق ملتا کہ اگر ایسے مواقع پر ہم اپنے ذاتی جذبات کو قابو میں رکھیں اور صبر سے کام لیں تو ظالموں اور دشمنانِ حق کے لئے، اللہ ہماری طرف سے کافی ہو جائے گا جیسا کہ آپ سے کہا گیا

﴿وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴾

اور یہ آپ کے پاس کوئی اعتراض لے کر نہیں آتے مگر ہم آپ تک اسکا جواب اور بہترین وضاحت لے آتے ہیں

اور آپ ﷺ نے مقامِ دعوت میں اور مقام اعتراض میں، جہاں استدلال سے ذریعے سے مقابلہ کا مقام تھا، بغیر مرغوب ہوئے قرآن کریم کے ذریعے تمام سوالاتِ متعلقہ کا جواب دیا۔ اللہ کی طرف سے بھی یہی حکم تھا

﴿فَلَا تُطِعِ ٱلْكَٰفِرِينَ وَجَٰهِدْهُم بِهِۦ جِهَادًا كَبِيرًا﴾

سو آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں، اور ان سے اس قرآن کے ذریعے بڑے زور سے جہاد کیجئے

عبادالرحمٰن اور اخلاق نبوی

سورۃ الفرقان میں اہم مضمون جو تفصیل کے ساتھ بیان ہوا، وہ عبادالرحمٰن کی صفات ہیں اور عبادالرحمٰن کا معنی ہے "مہربان کے نیک و فرمانبردار بندے"۔ عبادالرحمٰن (Slaves of the Most Merciful) کا سب سے اعلیٰ نمونہ و کردار خود سول اللہ ﷺ ہیں، درحقیقت ان آیات میں بلکہ قرآن کریم میں بیان کردہ صفات المؤمنین کے اولین مصداق اور نمونہ رسول اللہ ﷺ ہیں اس لئے یہ کہنا بجا ہو گا کہ ان آیات میں آپ ﷺ کے عمل زندگی کا ذکر کیا گیا ہے یہ پندرہ (15) صفات ثبوتیہ و سلبیہ پر مشتمل ہیں جو اختصاراً[58] درج ذیل ہیں:

1۔ صفت ثبوتی 'عبدیت'

﴿عِبَادُ ٱلرَّحْمَٰنِ﴾ اور رحمان (بادشاہ) کے خاص بندے (غلام) وہ ہیں

رحمان کے بندے اور یعنی اللہ کو 'رحمٰن (برکات دہندہ) سمجھتے ہیں اور بخلاف ان لوگوں کے جو رحمٰن کے سجدے سے انکار و نفرت کرتے ہیں

2۔ صفت ثبوتی 'شرعی رفتار'

﴿ٱلَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى ٱلْأَرْضِ هَوْنًا﴾ جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں

❶ مراد شرعی طریقے کے مطابق چلنا ہے یعنی نہ زیادہ تیز اور نہ ہی بہت آہستہ (وست)، اسی طرح نہ زیادہ جھک کر، اور نہ ہی زیادہ اکڑ کر، بلکہ تھوڑا سا آگے کی طرف جھکتے ہوئے چلنا، جیسا کہ کوئی اُترائی کی طرف چل رہا ہو۔[59]

❷ **زندگی گزارنا:** تمام زندگی حکم الٰہی کے موافق گزار نا مراد ہے۔ یہ عدم تکبّر سے کنایہ ہے جو درحقیقت عدم گناہ ہے۔[60]

3۔ صفت ثبوتی 'اعراض عن الجاھلین'

﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ ٱلْجَٰهِلُونَ قَالُوا۟ سَلَٰمًا﴾ :اور جب ان سے جاہل بات کرنا چاہیں تو یہ ان سے سلامتی کی بات کرتے ہیں

یعنی: جاہلوں کہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کو رفتارِ صحیح سے روکے، اگر جاہل انہیں گالی دیں یا طعن و تشنیع یا بہتان لگائے، عبادالرحمان ان سے اپنا آپ بچائے رکھتے ہیں اور ان سے صحیح اور حق بات، یا اعراض اور براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

4۔صفت ثبوتی 'رات کی عبادت'

﴿وَٱلَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدٗا وَقِيَٰمٗا﴾: اور وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کو سجدہ اور قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں

5۔صفت ثبوتی 'خوف الٰہی'، عظمتِ عذاب الٰہی

﴿وَٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾

وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں، اے ہمارے رب ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے، حقیقتاً اُس کا عذاب، نقصان ہے

یعنی اطاعت کے باوجود اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں

6۔صفت سلبی 'عدم اسراف، 7۔عدم اقتار '8۔، ثبوتی 'قوام'

﴿وَٱلَّذِينَ إِذَآ أَنفَقُواْ لَمۡ يُسۡرِفُواْ وَلَمۡ يَقۡتُرُواْ وَكَانَ بَيۡنَ ذَٰلِكَ قَوَامٗا﴾

یہ وہ لوگ ہیں جو جب خرچ کرتے ہیں، نہ حد سے تجاوز کرتے ہیں اور نہ ہی بخل، بلکہ وہ ان میں درمیانہ رو، رہتے ہیں

9۔صفت سلبیہ 'عدم شرک، 10۔عدم القتل، 11۔عدم زنا'

﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدۡعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقۡتُلُونَ ٱلنَّفۡسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلۡحَقِّ وَلَا يَزۡنُونَۚ﴾

اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرے مددگار (حاجت رواؤں کو) نہیں پکارتے، اور نہ اس جان کو مارتے ہیں جس کو مارنا، اللہ نے بغیر جرم شرعی کے حرام کیا ہے، اور نہ زنا کرتے ہیں

12۔صفت سلبی 'زُور سے پرہیز'، 13۔صفتِ ثبوتی 'اعراض عن اللغو'

﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَشۡهَدُونَ ٱلزُّورَ وَإِذَا مَرُّواْ بِٱللَّغۡوِ مَرُّواْ كِرَامٗا﴾

اور یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹ میں شامل نہیں ہوتے، اور جس کسی ناجائز کام پر سے گزرتے ہیں تو اپنا آپ بچا کے گزرتے ہیں

14۔صفت سلبی 'احتیاط عن الغفلۃ'

﴿وَٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُواْ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِمۡ لَمۡ يَخِرُّواْ عَلَيۡهَا صُمّٗا وَعُمۡيَانٗا﴾

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے سامنے رب کی آیات بیان کی جائیں، تو اُن پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے

15۔صفت ثبوتی 'رجوع الی اللہ اور خیر خواہی'

﴿وَٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ أَزۡوَٰجِنَا وَذُرِّيَّٰتِنَا قُرَّةَ أَعۡيُنٖ وَٱجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾

یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں،اے ہمارے رب ! ہمیں اپنی بیوی ،بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمااور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے

خلاصہ

سورۃ النور میں سیرتِ نبوی ﷺ سے متعلقہ مضامین کا تجزیاتی و موضوعاتی مطالعہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی قیادت، معاشرتی اصلاح، اخلاقی اقدار کے قیام اور واقعۂ افک جیسے حساس معاملے میں آپ ﷺ کے کردار اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کی عزت و حرمت کی حفاظت کے بارے میں آگاہی فراہم کرتا ہے۔

سورۃ الفرقان میں کفار کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی شخصیت، نبوت، اور ان کے اخلاقِ کریمانہ کو واضح انداز میں بیان، "عباد الرحمٰن" کے اوصاف کے ذریعے نبی ﷺ کے تربیت یافتہ مثالی کردار کے بارے میں آگاہی فراہم کرتا ہے۔ یہ دونوں سورتیں **سیرتِ رسول ﷺ** کے دفاع، توثیق، اور اخلاقی و روحانی رہنمائی پر مشتمل ہیں۔

سورۃ مذکورہ میں عقیدہ، اخلاقیات، عبادات، معاشرت، معیشت، سیاست اور داعیانہ صفات کو ذکر کیا گیا ہے جن کا ،سب پہلے نمونہ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ جو نہ صرف امت مسلمہ بلکہ انسانیت کے مشعلِ راہ ہے۔

نتائج و تجزیہ سورۃ النور (غزوہ بنی مصطلق و واقعہ افک، معاشرتی آداب)

1. غزوہ بنی مصطلق میں اسلامی ریاست خارجی اور داخلی طور پر استحکام ملا
2. آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ سے نکاح کے ذریعے اعلیٰ اخلاقی نمونہ پیش فرمایا جو قیدیوں کی رہائی کا سبب بنا
3. منافقین خصوصی طور پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جیسے عناصر کا چہرہ بے نقاب ہو گیا
4. واقعہ افک کے سلسلے میں سیدہ عائشہ کی براءت وحی متلوّ کے ذریعے نازل ہوئی
5. یو اقعہ افک اہل ایمان کے لئے آزمائش، ان کے صبر اور نبی ﷺ دے ان کی محبت کا امتحان تھا،
6. اس سے معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر کون ایمان کامل کا اظہار کرتا ہے اور کون کمزور ہے
7. واقعہ افک کے واسطے سے تہمت، بدگمانی، جھوٹے الزامات لگانے اور غیر محقق پھیلانے سے روکا گیا، اور اس سلسلے میں قانونی اور اخلاقی احکام کو وضاحت سے بیان کیا گیا
8. اللہ رب العزت نے خود اپنے کلام کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے گھریلو زندگی پر الزام کی تردید فرما کر آپ ﷺ کی ذات اور خاندان کو دفاع فرمایا
9. اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہؓ کی برأت کے ساتھ نہ صرف یہ کہ ان کا مقام بحال ہوا بلکہ مسلم معاشرہ میں خاندانی اعتماد بحال ہوا اور آئندہ کے لیے ایسے فتنوں سے بچنے کے لئے رہنمائی فراہم ہوئی

10. اس واقعہ سے مسلمانوں اس واقعہ سے مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ مشکل حالات میں کس طرح رسول اللہ ﷺ، سیدہ عائشہؓ اور اصحاب رسول نے صبر، استقامت اور اللہ پر اعتماد کا مظاہرہ کیا

11. اس واقعہ کی برکت سے اعلیٰ اخلاقی اقدار پر مشتمل قوانین واحکام کا نزول ہوا، آپ ﷺ نے ان قوانین کا عملی نمونہ پیش فرمایا جو قیامت تک کی انسانیت کے لئے ایک اعلیٰ مثال ہے

12. مسلم معاشرہ، بلکہ انسانی معاشرے کو اعلیٰ اخلاقی اقدار پر قائم کرنے کی لئے آداب کا بیان

13. مسلمان کی عرض (عزت و آبرو) کی حفاظت کے لئے اصول کا ذکر کیا گیا

14. خواتین و حضرات دونوں کے لئے بالتساوی علیٰحد علیٰحدہ آداب ذکر کئے گئے

15. ہر ایسے عمل سے بچنے کا حکم دیا گیا جو بے حیائی کا سبب بنے

16. انفرادی سوچ اور فکر میں پاکیزگی پیدا کرنا

17. نگاہ میں پاکیزگی ہوگی تو دل بھی پاکیزہ رہے گا، یعنی دل و جسم، ظاہر و باطن دونوں کا تزکیہ لازمی ہے

18. شائستہ لباس اور ستر سے عفت وحیاء فروغ پاتی ہے

19. ایک دوسرے کے رازداری (Privacy) کا احترام کرنا

20. (Carrot and Stick) کے قانون کے تحت آداب کے ساتھ ساتھ حدود کا حکم بھی دیا گیا ہے

21. شہادات کے باب میں سخت شرائط: عدل وانصاف اور مسلمان کی پردہ پوشی کی ضمانت ہے

22. حدود وقیود اور آداب معاشرت سے معاشرے میں سکون اور امن کی فضا قائم ہوتی ہے

23. ان آداب اور قوانین کے نتیجے میں باحیاء اور باکردار قوم تیار ہوتی ہے، جو دنیا میں مثالی معاشرے کے قیام میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

نتائج واثرات سورۃ الفرقان (دعوتی انداز اور انفرادی صفات)

1. رسول اللہ ﷺ کے اسلوبِ دعوت میں محبت، رحمت اور نرمی نمایاں ہے، کفار کے شدید اعتراضات اور تمسخر کے باوجود آپ کا انداز دل نشین اور مدلل تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے

﴿وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِي ٱتَّخَذُواْ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورٗا﴾

"اور رسول (ﷺ) کہتا ہے (قیامت میں کہے گا) "اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا ہے (رکھا تھا)"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی قوم کی اصلاح کی کوشش کس دردِ دل سے کی تھی۔

2. رسول اللہ ﷺ نے کفار کے نامعقول اعتراضات کے کے جواب میں معقول، مدلل اور نرم اندازِ گفتگو کو اپنایا۔

3. آپ ﷺ نے کفار کی زبانی ایذا رسانی کے مقابلے میں صبر و استقامت سے کام لیا جو ہر مصلح قوم کے لئے نمونہ ہے۔

4. آپ ﷺ کی دعوتِ اصلاح کے ردِ عمل میں کفار کا نامناسب رویہ، یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ مصلح القوم کو اکثر منفی ردِ عمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے اسے ہر قسم کے آزمائشوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

5. آپ ﷺ کی ہر ممکن اصلاحی کوشش کے مقابلے میں منکرین نے منفی پروپگنڈا کیا

6. اس سورۃ میں ذکر کردہ عباد الرحمٰن کی صفات درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا عکس ہے اس سے دعوت کے میدان میں عملی پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے کہ داعی لوگوں کو دعوت دینے سے پہلو خود بھی عمل و کردار سے ان اعمال کے کرنے کی مثال پیش کرے۔

خلاصہ

درحقیقت سورۃ النور میں موجود قوانین و آداب سے رسول اللہ ﷺ کی معاشرتی اور سیاسی زندگی اور سورۃ الفرقان میں موجود انداز دعوت اور صفات میں آپ ﷺ کی داعیانہ اور انفرادی صفاتی پہلوؤں کا ذکر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کیا ہم نے اپنے پاس قرآن میں محفوظ آپ ﷺ کے یہ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ اپنی عملی زندگی میں اپنایا ہے کہ نہیں؟

References

1۔ابن فارس، ابوالحسین ابن زکریا (م۔395ھ) ب،معجم مقائیس اللغۃ،اہتمام: دکتور محمد عوض مرعب و آنسہ فاطمہ، داراحیاء التراث العربیۃ، بیروت ،لبنان، طبعۃ اولیٰ: 2001ء، کتاب السین، باب السین والیاء وما یثلثھا (سیر) صفحہ 478

2۔وہ خالد بن زھیر ھذلی ہیں جو ابی ذؤیب ھذلی کے بھانجے تھے۔اور اس بارے میں ایک طویل واقعہ ہے جو کہ ابوالفضل احمد بن محمد بن ابراہیم المیدانی نیساپوری (م518) نے اپنی کتاب مجمع الامثال (تحقیق: محی الدین عبدالحمید) جلد2، صفحہ 247 میں (شعر نمبر 3702: فَلَا تَجْزَعَنْ مِنْ سُنَّةٍ أَنْتَ سِرْتَهَا) بیان کیا ہے

3 -المعجم الوسیط، ڈاکٹر شوقی ضیف کی زیر نگرانی ماہرین لسانیات کا ایلیٹ گروپ، عربی اکیڈمی قاہرہ، طبع چہارم 2004، جلد 1، باب السین، صفحہ 467

4۔سورۃ طٰہٰ 21:20

5۔تھانوی، علامہ محمد علی، موسوعۃ کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، مکتبہ لبنان ناشرون، طبعۃ اولیٰ 1996ء، حرف السین: السیر، جزء اول، صفحہ 998

6۔یہ سعودی عرب کا ایک E Learning پلیٹ فارم ہے، جس سے عرب کے بڑے بڑے جامعات منسلک ہیں، یہ 1439 ہجری میں معزز وزراء کونسل کی قرارداد نمبر (35) کے ذریعے قائم کیا گیا تھا، یہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ یہ مرکز بدلتی ہوئی ضروریات کے لیے ایک لچکدار اور جوابدہ شراکتی نظام کی تعمیر کو تیز، مربوط اور منظم کرتے ہوئے، ڈیجیٹل تعلیم میں ایک عالمی مرکز بننے کی کوشش میں ہے۔

7۔ المرکز الوطنی للتعلیم الالکترونی https://oerx.nelc.gov.sa/resource/49363

8۔ عثیمین، محمد بن صالح (م2001ء)، تفسیر القرآن الکریم، تفسیر آیت 1 سورۃ النمل، مؤسسۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین الخیر، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، طبعۃ اولی، 1436ھ/2015ء، ص12

9۔ابن الاثیر، مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد بن محمد ابن عبد الکریم الشیبانی الجزری (م606ھ)، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، 1399ھ/1979ء تحقیق: طاہر احمد الزاوی- محمود محمد الطناحی، جزء4، صفحہ 30، حرف القاف، قرء

10۔ابو شُہبہ، محمد بن محمد بن سویلم (م1403ھ)، المدخل لدراسة القرآن الكريم، مکتبۃ السنۃ، القاہرۃ، طبعۃ دوم، 1423ھ/2003ء باب تعريف القرآن عند الاصوليين والفقهاء، واهل العربية، صفحہ 21

11۔ سیوطی، جلال الدین (911) جمع الجوامع المعروف ب- «الجامع الکبیر»، تحقیق: مختار ابراہیم الہائج، عبد الحمید محمد ندا، حسن عیسی عبد الظاہر، جامعۃ الازہر، القاہرۃ—جمہوریۃ مصر، طبعۃ دوم، 1426ھ/2005م، مسند عائشہ جزء23، صفحہ 283

12۔ شیخ القرآن، مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ، آئیڈیو دورہ تفسیر، کیسٹ نمبر62، ابتداءِ تفسیر سورۃ النور، مفتی تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی، جلد دوم، تفسیر سورۃ النور، صفحہ 1063

13۔فراھیدی، ابو عبد الرحمن الخلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم بصری (م170ھ)، كتاب العين، تحقیق: ڈاکٹر مہدی مخزومی، داکٹر ابراہیم السامرائی، دار ومکتبۃ الہلال، باب الکاف والفاء، جزء5، صفحہ 416

14۔ابن ھشام عبد الملک بن ایوب حمیری معافری، ابو محمد، جمال الدین (م213ھ)، السيرة النبوية لابن هشام، تحقیق: مصطفی السقا [م1389ه]- ابراہیم الابیاری [م 1414 ھ]- عبد الحفیظ شلبی، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولاد مصر-طبعۃ: دوم، 1375ھ/ 1955ء، جزء اول، صفحہ 373/ جزء دوم، صفحہ 289

15۔بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (256ھ، الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله ﷺ وسننه وايامه، نسخۃ الحافظ: شرف الدین ابی الحسین علی بن محمد یونینی (621-701ھ)، عطاءات العلم، موسوعۃ صحیح البخاری، https://bukhari-pedia.net، طبعہ: 1437ھ، باب غَزْوَة بَنِي الْمُصْطَلِق مِنْ خُزَاعَةَ، جزء3، صفحہ 583

16۔ابن ھشام عبدَ الملک بن ایوب حمیری معافری، ابو محمد، جمال الدین (م213ھ)، السيرة النبوية لابن هشام، جزء اول، صفحہ 373/امام بخاری نے بھی ابن اسحاق کا یہ قول نقل کیا ہے

17۔زرقانی، محمد بن عبد الباقی (م1122ھ)، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة للقسطلانی (م923ھ) ضبط و تصحیح: محمد عبد العزیز الخالدی، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، طبعۃ اولی، 1417ھ/1996ء، غزوة المريسع، جزء3 صفحہ 4

18۔ابن قیم الجوزیہ، شمس الدین، ابو عبد اللہ، محمد بن ابی بکر زرعی دمشقی، (691-751ھ)، زاد المعاد في هدي خير العباد، تحقیق و تخریج و تعلیق: شعیب الارنؤوط (م 1438)، عبد القادر الارنؤوط (م 1425ھ)، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان (ورژن: 2)، جزء 3، صفحہ 237، فَصْلٌ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ

19- إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَهُمْ غَارُّونَ، وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى ذَرَارِيَّهُمْ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ. (بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی (256ھ)، الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله وسننه وايامه، مراجعہ تصحیح نسخہ سلطانیہ، دار التاصیل، قاہرہ، طبعہ اولیٰ 1533ھ/2012ء جزء3، بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ رَقِيقًا فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ، صفحہ 437، حدیث: 2556)

20۔ابن ھشام عبد الملک بن ایوب حمیری معافری، ابو محمد، جمال الدین (م213ھ)، السيرة النبوية لابن هشام، تحقیق: طٰہ عبد الرؤوف سعد، شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ، جزء2، صفحہ 147 "(اللہ، اللہ! کیا اب بھی جاہلیت کا نعرہ لگا رہے ہو حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ جبکہ اللہ نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی، اور اسی کے ذریعے تمہیں عزت بخشی، اور اس کے ذریعے امورِ جاہلیت کو تم سے کاٹ دیا اور کفر سے نجات دی، اور تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا)

21۔سورۃ المنافقون 8:63

22۔اس واقعہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے: سیرۃ ابن ھشام، جزء2، خبر الْإِفْك فِي غَزْوَة بَنِي الْمُصْطَلِق، صحیح بخاری، باب نمبر32، بَاب: حَدِيث الْإِفْك، صحیح مسلم، كتاب التوبة، بَابٌ: فِي حَدِيثِ الْإِفْكِ، وَقَبُولِ تَوْبَةِ الْقَاذِفِ، ابن شبۃ، ابوزید عمر نمیری بَصَری، (173-262ھ)، تاريخ المدينة لَابن شَبة، تحقیق: فہیم محمد شلتوت[م 1428ھ]۔ طَبعہ 1399ھ، سَیرۃ النَبویۃ، خَبر أصحاب الإفك، طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر(224-310ھ)، محقق: محمد ابوالفضل إبراہیم[م 1401ھ]، دارالمعارف مصر، طبعۃ: دوم: 1387ھ-1967ء، القول فی سیرۃ النببویۃ، حَدِيثُ الإِفْكِ، ابن کثیر، عمادالدین، ابوالفداء، اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی(701-774ھ)، البداية والنهاية، حقیق: دکتور. عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، دار ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، طبعۃ اول: 1417-1420ھ، جزء 6، قصة الإفك ،صفی الرحمان مبارکپوری(6جون 1943ء - 1 دسمبر 2006ء)، الرحیق المختوم (اردو)، المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور، سن طبع: 1423ھ- مئی 2002ء، غزوہ بنی مصطلق یا غزوہ مریسع، واقعہ افک صفحہ 452

23 ۔ایضا! کہ اللہ آپ پر عورتوں کے سلسلے میں کوئی پابندی نہیں رکھی (کہ وہ آپ کے عقد نکاح میں ہی رہیں)، اس کے علاوہ بھی بہت سی خواتین ہیں (جن سے آپ شادی کر سکتے ہیں)

24 ۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی(256ھ)، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ ،(المعروف: بخاری)، جزء5، بَابُ حَدِيثِ الْإِفْكِ وَالْأَفَكِ، صفحہ 303، حدیث: 4128)اے اللہ کے رسول ہم آپ کے اہل پر صرف خیر کا ہی گمان کرتے ہیں (مطلب انہیں اپنی زوجیت کے رکھئے)

25 ۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی(256ھ، صحيح البخاري، تحقیق: علماء کی جماعت: بحکم سلطان عبدالحمید ثانی، طبعہ سلطانیہ مطبعۃ الکبریٰ الامیریہ بولاق، طبعہ 1311ھ، جزء5، باب بَابُ حَدِيثِ الْإِفْكِ، صفحہ 116، حدیث: 4141

26 ۔وہ ابورھم بن المطلب ابن عبد مناف کی بیٹی ہیں، اور ان کی والدہ بنت صَخر بَن عَامر ہیں، جو ابو بکر صدیق کی خالہ ہیں، اور ان کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب ہے۔ یعنی سیدنا ابو بکر کا بھانجا تھا

27 ۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی (256ھ، صحیح البخاری، تحقیق: دکتور مصطفی دیب البغا، دار ابن کثیر، دار الیمامۃ، دمشق، طبعۃ: پنجم 1414ھ/1993ء، جزء4، بَاب: حَدِيث الْإِفْك، صفحہ 1517، حدیث 3910

28۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نیساپوری، اَلجَامع الصَحيح (المعروف صحیح مسلم) تحقیق: محمد ذھنی افندی، اسماعیل بن عبد الحمید الحافظ طرابلسی، احمد رفعت بن عثمان حلمی قرہ حصاری، محمد عزت بن عثمان زعفرانبولیوی، ابو نعمۃ اللہ محمد شکری بن حسن انقروی، دار الطباعۃ العامرۃ- ترکیا، سن: 1334ھ، جزء8، کتاب التوبۃ ،باب فی حدیث الافک وقبول توبۃ القاذف، صفحہ 116، 117(شاملہ: 116)، حدیث 2770

29۔ سورۃ یوسف 12:18 (پس صبر ہی بہتر ہے، اور جو بات پر جو تم بیان کرتے ہو، اس پر اللہ ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے)

30 ۔عبدالرزاق، ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، المصنف، تحقیق و مطالعہ: مرکز البحوث وتقنیۃ المعلومات-دار التأصیل (سات مخطوطات سے تصدیق شدہ)، دارالتأصیل، طبعۃ: دوم: 1437ھ/2013ء، جزء6 کتاب المغازی، حدیث الافک، صفحہ 77

31۔ان آیات کے شان نزول کے بارے میں اہل سنت واہل تشیع کے اختلاف اور ترجیح ایم فل مقالہ تفسیر احسن الکلام از شیخ عبدالسلام رستمیؒ اردو ترجمہ ، تخریض، تحقیق اور توضیحی حواشی (مقالہ: ایم فل، قرآن و تفسیر) میں بسط و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے دیکھئے تفسیر باب دوم، فصل اول: واقعہ افک اہل ایمان کے لئے آداب، توضیحی حواشی کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے

32۔ابی زھرۃ، محمد بن احمد بن مصطفی بن احمد (م ۱۳۹۴ھ)، ،زھرۃ التفاسیر، دار النشر، دار الفکر العربی، سطن، ج۱۰، ص ۵۱۵۴، والعصبة: الطائفة المجتمعة التي يشد بعضها بعضا، وكأنهم جماعة يتآمرون فيما بينهم على قول الباطل وترويجه وإشاعته، وقوله تعالى: (مِّنكُمْ)، إشارة إلى أنهم يعيشون بينكم، وأنهم يتغلغلون في أوساطكم "عصبہ اس مختلف لوگوں کے اس گروہ کو کہا جاتا ہے، جو ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں، گویا وہ (الَّذِينَ جَآءُو

بِٱلۡإِفۡكِ)ایسی جماعت ہے جو باطل اور اس کی ترویج واشاعت پر آپس میں مشاورت کرتے ہیں،اور " مِنكُمۡ "سے اس طرف اشارہ ہے کہ وہ تمہارے درمیان رہتے اور تم میں گڈمڈ ہو چکے ہیں۔

33۔ابن عبدالبر،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب،ج۴،ص۱۴۷۲میں کہتا ہے" يكنى أبا عباد. وقيل: أبا عَبْد اللَّه، وأمه سلمى بنت صخر بْن عامر ابن كعب بن سعد بن تيم بن مرة، وهي ابنة خالة أبي بكر الصديق،وقيل: أم مسطح بنت أبي رهم بن المطلب بن عبد مناف، وأمها رائطة بنت صخر بن عامر، خالة أبي بكر الصديق"اس لحاظ سے مسطح،سیدناابو بکر کے خالہ زاد بہن کا بیٹا،یعنی بھانجابنتا ہے۔اسی طرح،اسدالغابہ،ج۵،ص ۱۵۰،نمبر۴۸۷۲۔میں ہے

34 ۔ طبری ، محمد بن جریر ، تفسیر طبری،ج۱۹،ص۱۳۶ تفسیر سورۃ النور:۲۲/ /مسلم بن الحجاج ، صحیح مسلم ،کتاب التوبۃ،باب حدیث الافک، ج۴،ص۲۱۳۶،حدیث ۲۷۷۰

35۔سورۃالنور22:24

36۔ عُصۡبَةٌ کی لفظ کی مکمل تحقیق کے لئے دیکھئے: تفسیر احسن الکلام از شیخ عبدالسلام رستمیؒ اردو ترجمہ ، تخریض، تحقیق اور توضیحی حواشی (مقالہ: ایم فل، قرآن وتفسیر)،سیدانور علی شاہ،باب دوم، فصل اول: واقعہ افک اہل ایمان کے لئے آداب،توضیحی حواشی، عُصۡبَةٌ سے کیا مراد ہے۔

37۔طبری،حمد بن جریر، تفسیر طبری،ج۱۹،ص۱۲۹، تفسیر سورۃالنور/ سہیلیؒ،عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد،الروض الانف،ج۷،خبرالافک،ص ۴۲۔

38۔ابوایوب انصار خزرجی: خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد عمرو بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار، تھا یہ سبا کی اولاد سے تھے،بیعت عقبہ والوں سے تھے،آپ میز بان رسول □ تھے،رسول اللہ □ کے ساتھ تمام معرکوں شریک رہے،سیدنا علی کے ساتھ حرب نہروان میں بھی شامل رہے،طویل عمرپائی ،سیدنا معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں زید بن معاویہ کی سرکردگی میں رومیوں سے جہاد کیا، ۵۲ یا ۵۵ھ کو،روم کے علاقہ میں شہید ہوئے،آپ کی قسطنطینیہ کے قلعہ کی دیوار کے نیچے ہے،(خطیب بغدادی،تاریخ بغداد (بشار)،ج۱،ص ۴۹۳//امام بخاریؒ، صحیح البخاری(زہیر)،ج ۲،ص ۶۰،باب صلوۃ النوافل جماعۃ،حدیث۱۱۸۶)

39۔ام ایوب انصاریہ: بنت قیس بن عمرو بن امرئ القیس (خزرجی)،ابوایوب کی زوجہ تھیں،انہوں نے اسلم بھی قبول کیا تھا اور آپ کی بیعت بھی کی تھی، انہوں صحابہ ورسول اللہ کی مہمان نوازی میں تکلف کیا،توآپ نے فرمایا" كلوه إني لست كأحدكم، إني أخاف أن أوذي صاحبي"اسی طرح'سبعۃ احرف'کی حدیث بھی ان سے منقول ہے،(ابن سعد،الطبقات الکبریٰ،ج۸،ص ۲۷۰، نمبر ۴۴۱۱/ابن الاثیر (م ۶۳۰ھ)،اسد الغابۃ فی معرفۃالصحابۃ،ج ۷ز،ص۲۱۹،نمبر ۷۳۲۷)

40 ۔ اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس بن عامر (کنانی)،سیدنا حارثہ (متبنیٰ رسول) کے بیٹے تھے،ان والدہ ام ایمن (نام: برکتہ) تھی ابوزید اور ابو خارجۃ کنیت تھی،آپ محبوب بن محبوب رسول اللہ سے مشہور تھے،۱۸ سال کی عمر میں رسول اللہ نے اپنے مرض الوفات میں مسیلمۃ الکذاب سے لڑنے والے لشکر کا سربراہ بنایا،ابن عباس، عروہ،اور عمیر وغیرہ نے آپ سے روایت کی، خلافت معاویہ میں ۵۸ یا ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی (ابن عبدالبر،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب،ج۱،ص۷۷)

41۔ مسلم،ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نیساپوری،الجامع الصحیح (المعروف صحیح مسلم) تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی (م1388ھ)، مطبعۃ عیسٰی البابی الحلبی وشرکاہ، القاھرۃ،،سن: 1374ھ/1955ء،جزء 4، کتاب التوبۃ ،باب فی حدیث الافک وقبول توبۃ القاذف،صفحہ2133(شاملہ:2129)،حدیث2770

42 ۔ عامری حرضی، یحیٰ بن ابی بکر بن محمد بن یحیٰ (م۸۹۳ھ)،بہجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل فی تلخیص المعجزات والسیر والشمائل، دار صادر ،بیروت،سطن،ج۲،ص۷۰(مطلب في حج أبي بكر تلك السنة وإردافه بعلي يؤذن ببراءة في الحج)

43۔بخاریؒ،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل جعفی، صحیح البخاری،ج۳،ص۱۷۳،حدیث۲۶۶۱/سورۃالنور،۲۴:۱۱تا۲۶/سورۃالنور آیت 2،4،5

44۔ام المؤمنین پر بہتان کے واقعے کو فحشاء اس لئے کہا گیا، کہ اس طرح کے واقعات عام ہو جائیں، تو بے حیائی کے بارے میں ذہنی کراہت کا تصور کمزور ہو جاتا ہے۔اور پھر آہستہ آہستہ اس کو ہلکا اور معمولی تصور کیا جانے لگتا ہے (واللہ اعلم)

45۔ تفسیر احسن الکلام از شیخ عبد السلام رستمیؒ اردو ترجمہ، تخریض، تحقیق اور توضیحی حواشی (مقالہ: ایم فل، قرآن و تفسیر)، سید انور علی شاہ، باب دوم، فصل اول: واقعہ افک اہل ایمان کے لئے آداب، توضیحی حواشی سے اقتباس

46۔ سورۃ الاحزاب 21:33

47۔ سورۃ 1لنور 2:24

48۔ بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی (256ھ، صحیح البخاری، تحقیق: دکتور مصطفی دیب البغا، كتاب الحدود باب: هل يَقُولُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ: لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ، حدیث 6438

49۔ مسلم، ابوالحسَین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری نیساپوری، الجامع الصحیح (المعروف صحيح مسلم) تحقیق: محمد ذھنی افندی، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى،

50۔ ایضاً

51۔ ابن ابی شیبۃ، ابو بکر عبداللہ بن محمد العبسی الکوفی (م 235ھ)، المصنف، تحقیق: سعد بن ناصر بن عبد العزیز أبو حبیب الشثری، پیش کردہ: ناصر بن عبد العزیز أبو حبیب الشثری، ، دار کنوز اشبیلیا للنشر والتوزیع، الریاض، سعودی عرب، طبعۃ: اول، 1436ھ-2015ء، كتاب الحدود، من قال: إذا فجرت وهي حامل انتظر بها حتى تضع، ثم ترجم

52۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: تفسیر احسن الکلام از شیخ عبد السلام رستمیؒ اردو ترجمہ، تخریض، تحقیق اور توضیحی حواشی (مقالہ: ایم فل، قرآن و تفسیر)، از سید انور علی شاہ، باب دوم، فصل اول: باب اول، احکام اربعہ تفسیر الآیات

53۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی (256ھ، صحیح البخاری، تحقیق: دکتور مصطفی دیب البغا، كتاب التفسير، باب (241) {وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ}، حدیث 4470

54۔ وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے، تو ان کو اسی (80) کوڑوں کی سزا دو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہی لوگ فاسق ہیں"

55۔ اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی اور گواہ نہیں ہوتا"

56۔ طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر (224 / 310ھ) جامع البیان عن تأویل آي القرآن (المعروف تفسیر طبری)، توزیع: دار التربیۃ والتراث، مکۃ المکرمۃ، طبعۃ: نامعلوم، تفسیر سورۃ النور آیۃ 6، جزئ 19، صفحہ 111

57۔ شیخ القرآن، مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ، آئیڈیو دورہ تفسیر، کیسٹ نمبر 63، ابتداءِ تفسیر سورۃ الفرقان // مفتی تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، تفسیر سورۃ الفرقان، صفحہ 1095

58۔ ان آیات کی مکمل تفسیر و تفصیل کے لئے دیکھئے: : تفسیر احسن الکلام از شیخ عبد السلام رستمیؒ اردو ترجمہ، تخریض، تحقیق اور توضیحی حواشی (مقالہ: ایم فل، قرآن و تفسیر)، از سید انور علی شاہ، باب چہارم، فصل چہارم، تفسیر آیت 63 تا 77، مؤمنین کی اوصاف

59۔ سیدنا علی سے روایت ہے کہ "إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "جب چلتے تو آگے جھکے ہوئے ہوتے گویا آپ اوپر سے نیچے اتر رہے ہیں، میں نے نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی کو آپ جیسا دیکھا //" حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَنَا أَبُو الشَّيْخِ، نَا ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ، نَا الْمُقَدَّمِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ، نَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْهِنْدِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى، مَشَى مَشْيًا مُجْتَمِعًا يُعْرَفُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَشْيِ عَاجِزٍ وَلَا كَسْلَانَ» (ترمذیؒ، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن ضحاک، (م ۲۷۹ھ)، سنن الترمذی، ج 5، ص 598، حدیث 3637 // محیی السنۃ، ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء

بغوی شافعی (م۵۱۶ھ)، شرح السنۃ، تحقیق: شعیب ارنؤوط، محمد زہیر الشاویش، المکتب الِاسلامی، دمشق بیروت، طبع دوم، ۱۴۰۳ھ، ج۱۲، ص۳۲۰، حدیث ۳۳۵۴)

60۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر (224–310ھ)، جامع البیان عن تأویل آی القرآن (تفسیر الطبری)، تحقیق: دکتور: عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، بتعاون: مرکز البحوث والدراسات الاسلامیۃ دار ھجر، دکتور عبدالسند حسن یمامہ، دار ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان قاھرۃ، مصر، طبعۃ: اول 1422ھ/2001ء، تفسیر سورۃ الفرقان، تفسیر الایۃ میں "لا يفسدون في الأرض" اسی طرح "هم الذين لا يريدون يفسدون في الأرض" اور "لا يتكبرون على الناس، ولا يتجبرون، ولا يفسدون" سے تفسیر کی ہے